خوشتر آن باشد کہ سرِّ دلبران
گفتہ آید در حدیثِ دیگران

# جہنّم کی آبادی

یعنی

روس کے مشہور و معروف مصلح کاؤنٹ لیو ٹالسٹائے کی ایک اصلاحی تصنیف




مترجمہ

مولٰنا عبد الرزاق ندوی ملیح آبادی ایڈیٹر الجامعہ

جسکو

اس - ام برہان الدین احمد نے

مظہری پریس خلاصی ٹولہ کلکتہ میں چھپوا کر شائع کیا

طبع اول

سنہ ۹۲۲ء

قیمت



# مقدمۂ کتاب

کاؤنٹ ٹالسٹائی نے اپنی اس کتاب مین ادائے مفہوم کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ انسانون اور قصون کا طرز ادا ہے۔ اس کی عبارت نہایت صاف، سادہ اور واضح ہے اسلئے کتاب کی دلچسپیان بہت بڑھ گئی ہین۔ لیکن ہماری توجہ کو سطح دریا کی ان دلکش موجون مین الجھکر نہ رہجانا چاہیئے بلکہ ہمین ڈوبکر ان موتیون کو بھی نکالنے کی کوشش کرنا چاہیئے جو تہ مین چھپے پڑے ہین۔ ٹالسٹائی نے اس مختصر سے رسالہ مین قریب قریب اپنے تمام برگزیدہ خیالات کو ادا کر دیا ہے اور یہ وہ خیالات ہین جن پر ملکون اور قومون کے مذہب، معاشرت اور سیاست کی اصلاح کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ ہم اس موقع پر ان تمام خیالات کی تفصیل و تشریح تو نہین کر سکتے تاہم چند خاص باتون کی طرف رسالہ کے ناظرین کی توجہ کو منعطف کرنے کی کوشش یقیناً کرین گے۔

کتاب کا مقصد تحریر مسیحی مذہب کی اصلاح ہے۔ ٹالسٹائی مغربی قالب مین مشرقی روح رکھنے والا شخص تھا اسلئے اسکا خیال یہ تھا کہ انسانی زندگی کی سعادت و کمال کا دارومدار مذہب کی اصلی اور صحیح تعلیمات کے رواج و عمل پر ہے۔ مسیحی دنیا مین اسوقت جو مذہب رائج ہے وہ اصلی مسیحی مذہب نہین بلکہ اسکی ایک مسخ شدہ صورت ہے اسلئے ٹالسٹائی نے اسکو از سر نو اسکے اصلی آب و رنگ مین ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اس بنا پر اگرچہ عام نقطۂ نظر سے اس رسالہ کا موضوع اصلاح مذہب سمجھا جائیگا مگر چونکہ اسکے مصنف کے عقیدہ مین مذہب کا لفظ انسانی زندگی کے تمام شعبون پر مشتمل ہے اسلئے اسمین مذہب کے علاوہ معاشرتی و سیاسی اصلاح کے خیالات بھی آ گئے ہیں۔

اس کتاب مین نمبر ۳ سے لیکر ۵ تک مین جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ مذہب کے

شیطان کی کارگذاریان ہین جنمین مذہب کی تباہی وبربادی کے وسائل بیان کئے گئے ہین
واقعہ یہ ہے کہ یہ خیالات صرف پیروان دین مسیح کے نہین بلکہ تمام مذاہب کے پیرؤن کی توجہ
کے مستحق ہین۔ مذہبی تعلیمات مین خلط ملط کی جو مثالین پیش کی گئی ہین اسکے آثار کم وبیش
ہرمذہب مین پائے جاتے ہین اور حقیقی معنون مین احیا و تجدید مذہب کے لئے یہ بالکل ناگزیر
ہے کہ اس قسم کے تمام خطوط ونشانات مٹا دئے جائین۔ خرابی کی اصلی بنیاد معمولی اختلاف
رائے کی بنا پر فرقہ بندی کا وجود ہے کیونکہ اسی کے بعد ہر فریق اپنی رائے کے جوش حمایت
مین متعصبانہ طرز عمل اختیار کرتا ہے جو بالآخر اصل حقیقت کے چہرہ پر نہایت تاریک نقاب
بنجاتا ہے۔ اسلام ایک نہایت صاف، سادہ اور سہل الفہم مذہب ہے اسکے پیرؤنکی فرقہ
بندیون نے اسکو کسقدر مشکل اور پیچیدہ بنا دیا ہے اور اسکو کسقدر نقصانات پہنچے ہین،
کیا ہمارے علمار مسیحی مذہب اور تاریخ مذہب اسلام کی مماثلت کی طرف اپنی توجہ منعطف
کرنا گوارا فرمائینگے کہ دین مسیحی مین کلیسیا کے اختراع اور اسلام مین مختلف فرقون اور
مصلحون کے وجود نے کم وبیش ملتے جلتے نتائج پیدا کئے ہین۔ تقلید، خلق قرآن، صفات
باری، رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ مسائل کی وجہ سے جس قسم کے فتنے اُٹھے اور ان کے
پیچھے جتنی بیشمار جانین ضائع ہوئین کیا وہ محض سخن پرورانہ مباحث اور متعصبانہ طرز
عمل کا نتیجہ نہین؟ حقیقت یہ ہے کہ ٹالسٹائی کی تعلیم کے مطابق اگر انسان ہر معاملہ
مین تحمل، رواداری اور غور وفکر سے کام لے اور ہر موقع پر انسانیت کا شرف واحترام ملحوظ
رکھے تو دنیا کی بہت سی مصیبتون کا خود بخود خاتمہ ہو جائے اور خوفناک تباہیان اور
بربادیان کبھی وجود مین نہ آئین۔

نمبر ۹ مین شادی اور بیاہ کے موقع کی بیہودہ رسم ورواج کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ
خاص طور پر مسلمانون کے مطالعہ وتوجہ کے قابل ہے بے شبہ ازدواج کا مقصد محض لذت
جسمانی کا حصول قرار دینا انسانی دماغ کی ایک سطحی حالت کا نتیجہ ہے اسکا تعلق قوائے

جسمانیہ کی لذت اندوزی سے کہین زیادہ قواے اخلاقیہ روحانیہ کے نشوونما پر ہے اسلئے اسکو ہمیشہ اسی حیثیت سے عمل مین بھی لانا چاہئے مذہب اسلام نے اسکو عمل مین لانیکا جو سہل اور سادہ طریقہ بتایا تھا آج کتنے مسلمان ہین جو ٹھیک اسی طریقہ پر عمل کرتے ہین۔ یہ واقعہ ہے کہ بیاہ شادی کے موقع پر جن بیہودہ رسمون اور پابندیون کا مسلمانون مین عام رواج ہوگیا ہے وہ اسکو ہرگز مذہبی حیثیت نہین دیتے اور مذہب کا حکم سمجھکر اسکو نہین کرتے تاہم یہ بات یقیناً قابل توجہ ہے کہ جس سختی کے ساتھ ان رسمون کی پابندی کیجاتی ہے کیا اس سے مذہبی فرضیت و وجوب کی بو نہین آتی ٹالسٹائی کا یہ فقرہ مسلمان کی حالت پر کسقدر چسپان ہے۔

انہین سے ہرایک کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ اسکا جلسہ دوسرون کے جلسہ سے بڑھا چڑھا رہے خواہ اسکے لئے کتنا ہی روپیہ کیون نہ صرف کرنا پڑے۔

اس تلخ وناگوار جملہ کی تشریح وتوضیح شاید ناظرین کے لئے تکلیف دہ ہو اسلئے بہتر یہی ہے کہ ہرشخص بطور خود غور کرے کہ وہ کس حد تک اس قسم کے غیر معتدل اور مضر طرز عمل کو اختیار کرکے اپنی تباہی وبربادی کے سامان مہیا کرتا ہے۔

انکے علاوہ نمبر ۹ اور ۱۰ مین جن خیالات کو ظاہر کیا گیا ہے وہ بھی خاص طور پر ہمارے علماء اور مصلحین قوم کی توجہ کے مستحق ہین۔ اس سلسلہ مین فساد، تعصب، خونریزی اور سفاکی کے جلتے ہولناک مناظر پیش کئے گئے ہین وہ یقیناً اس قابل ہین کہ ہمارے رہنماؤن کی توجہ انکی طرف منعطف ہو تاکہ وہ اپنے کامل غور وفکر کے بعد خود، رحم، عفو، رواداری اور مسالمت آمیز طرز عمل اختیار کرین اور اپنے زیراثر جماعت کو بھی اس طرز عمل کے قبول کرلینے کی ترغیب دیتے رہین کہ آئندہ کبھی بھی انسانیت کے لئے تباہ کن واقعات کا اعادہ نہو سکے۔

ہم آخر مین اپنے مکرم دوست مولانا عبدالرزاق صاحب ندوی ملیح آبادی کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین کہ مولانا موصوف نے اس کتاب کو عربی سے اردو زبان مین منتقل کیا آپ بھی ان کی سعی کو مشکور فرمائین

(ابوالحسنات ندوی)

# جہنم کی آبادی

فلاسفر ٹالسٹائی کہتا ہے کہ:-

قلمرو جہنم اس وقت برباد ہوئی تھی، جب مسیح نے دنیا میں اپنی تعلیم کی منادی کی، یہ تعلیم اس درجہ صاف، سادہ اور آسان تھی کہ ہر کس و ناکس اُسے بآسانی سمجھ سکتا اور اس کے اصول و احکام پر عمل کر سکتا تھا، وہ اپنے پیروؤں کو شر اور گناہ کی تاریکی سے نکالکر خیر و صلاح کی راہ پر لائی تھی جہاں عالمگیر محبت و اخوت و مساوات اُن کی رہبری کے لئے موجود ہوتی تھی، اور یہی وجہ تھی کہ تعلیم انتہائی سرعت سے عام ہو گئی اور کوئی دیوار و بند اُس کے بہاؤ کو نہ روک سکا۔

شیاطین کے جدامجد اور گروگنٹال "ابلیس" نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ حد سے زیادہ بے چین ہوا اور فرطِ خوف و دہشت سے اُس کا جسم ناری لرزنے لگا، کیونکہ اُس نے بخوبی محسوس کر لیا تھا کہ اب دنیا سے اُس کا اقتدار زائل ہونا شروع ہو گیا ہے، اور وہ دن بھی دور نہیں جبکہ وہ بالکل ہی رخصت ہو جائے اگر مسیح یوں ہی بلا روک ٹوک دعوت دیتے رہے اور کسی نے شدید مزاحمت کر کے انہیں سلسلہ وعظ و ارشاد کے بند کرنے پر مجبور نہ کر دیا چنانچہ خوب غور و خوض کرنے کے بعد اُس نے اپنے "فریسی" چیلوں کو ان کے خلاف کھڑا کر دیا، جنہوں نے بڑے شد و مد سے اُن کی مخالفت کی اور تحقیر و ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، ساتھ ہی مسیح کے شاگردوں کو بھی بھٹکایا اور انہیں اس قدر مرعوب و خوف زدہ کر دیا

کہ وہ اپنے استاد و مرشد کو تن تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ کر چل دیئے۔ ابلیس نے یہ کارروائی اس یقین کی بنا پر کی تھی کہ سولی کی خوفناک سزا (جو اس زمانہ میں چوٹی کے مجرموں کے لئے مخصوص تھی) انتہائی ذلت و اہانت، عام رسوائی، شاگردوں کی بے وفائی اور مصائب و آلام کی ناقابل برداشت سختی سے گھبرا کر، اپنی زندگی کی آخری ساعت میں مسیح ضرور مجبور ہوں گے کہ اس تعلیم سے اظہار براءت کریں جسے انہوں نے پھیلایا تھا، اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تعلیم مردہ ہو کر رہ جائے گی اور کسی کے لئے اس میں کوئی کشش و دلفریبی باقی نہ رہے گی۔

لیکن جب اس کے بالکل خلاف امید واقعہ کا ظہور ہوا، اور مسیح نے بجائے ضعف و کمزوری کے سولی پر بھی یہ کہکر خدا کو یاد کیا کہ "خدایا! خدایا! تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا!" تو ابلیس کے حواس جاتے رہے اور بے خود ہو کر اس نے وہ بیڑیاں اپنے پیروں میں ڈال لیں، جو مسیح کے لئے تیار ہوئی تھیں! اس کے بعد ہی فوراً اس نے سولی پر سے مسیح کی آواز پھر سنی جو پکار پکار کر کہہ رہے تھے "اے میرے باپ! انہیں معاف کر، کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں!" پھر فرمایا "سب کچھ پورا ہوگیا اور اپنی روح سونپ دی!"

اب ابلیس نے معلوم کر لیا کہ اس کی تمام سعی و تدبیر بیکار گئی اور مکر و فریب کے سارے ڈورے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے تو اس نے مایوس ہو کر بڑی کوشش کی کہ جو بیڑیاں اس نے خود ہی پہن لی تھیں، انہیں اتار کے فرار ہو جائے، مگر کامیابی نہ ہوئی، کیونکہ وہ اچھی طرح جکڑ چکی تھیں۔ اس نے اپنے پیروں کو بھی لاکھ ہلایا کہ اڑ جائے مگر ان میں بھی مطلق سکت نہ پائی، اسی بے کسی کے حالت میں اس نے دیکھا کہ عالم بالا میں جا کر مسیح نے اپنی صاف روشنی اور زبردست قوت سے حیرت انگیز طور پر جہنم کے دروازے کھول دئے ہیں اور ان سے تمام گنہگار آدم سے لیکر یہود تک نکل کر چلے جا رہے ہیں نہیں بلکہ اس نے اپنی آنکھوں سے یہ بھی دیکھ لیا کہ اس کے تمام چیلے اور حلقہ بگوش

شیطان اِدہراُدہر بھاگ گئے ہین، جہنم کی سب دیوارین گر پڑی ہین اور اُس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے۔

اس منظر نے اُس پر نہایت گہرا اثر کیا اُس کے عضو عضو مین رعشہ پڑ گیا، قوت برداشت سلب ہو گئی اور وہ کرخت آواز سے چلاکر ایک تیرہ و تار غار مین گر پڑا، جہان وہ اُسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا اور اُس نے یقین کر لیا کہ اٰیندہ ہمیشہ کے لئے اُسے یون ہی رہنا ہوگا۔

(۲)

اس حادثہ پر ایک، دو اور تین سو برس گزر گئے، حتیٰ کہ شیطان اعظم ابلیس کو یاد بھی نہ رہا کہ وہ کب سے اس کرب و بلا مین گرفتار ہے۔ بلکہ اُس نے اس گھٹا ٹوپ اندہیری اور موت کی سی خاموشی مین جو اُسے گھیرے ہوئے تھی، ہمیشہ یہی کوشش کی کہ گذشتہ واقعات کی یاد اپنے دماغ مین تازہ نہ ہونے دے، وہ ہمہ وقت فرط غیظ و غضب سے دانت پیستا اور اُس ذات کو ہدف سب و شتم بناتا جو اُس کی اس خانہ بربادی کا باعث ہوئی تھی۔

وہ ہر قسم کی تدابیر نجات سے خالی الذہن اُسی حالت یاس و نا امیدی مین جسم بے جان کی طرح پڑا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک روز کچھ شور و ہنگامہ کی آواز بلند ہوئی جس پر اُس کے کان کھڑے ہوئے اور اُس نے بغور انہیں سننے کی کوشش کی وہ آوازین برابر قریب ہوتی گئین، یہان تک کہ پیرون کی چاپ، نالہ و شیون کا شور، اور دانتون کے کٹکٹانے کی آواز صاف طور پر سنائی دینے لگی، تب تو وہ کنمنایا اور اپنی خوفناک کھرون والی لمبی لمبی ٹانگین پھیلا دین جو مدتون سے اُس کے جسم کے نیچے دبی پڑی تھین، پھر اُس نے انگڑائی لی اور یہ تصور کر کے کہ اچھے دن واپس آ گئے ہین، پہلو مین اس کا دل امیدون سے اچھلنے لگا وہ چست و چاق ہو کر کھڑا ہو گیا ہوا مین اپنے پر پھیلا کر خوب ہلائے اور اپنی وہی پرانی ڈراونی سیٹی بجانے لگا جس کے ذریعہ سے زمانہ عروج مین وہ

اپنے بے شمار مرید شیطانوں کو جمع کیا کرتا تھا۔

اسی اثنار مین اُسے نظر آیا کہ اُس کے سر کی جانب ایک کھڑکی سی کھل گئی ہے جس سے نہایت تیز سرخ روشنی کے علاوہ بے حساب شیطان یکے بعد دیگرے غار مین آآ کر گر رہے ہین اور اُس کے گرد اسی طرح مجتمع ہو رہے ہین جس طرح لاش پر کوّے اور گدھ جمع ہوا کرتے ہین۔

یہ شیاطین مختلف قدوقامت اور شکل وصورت کے تھے، بعض بہت لمبے تھے بعض بالکل بونے تھے، کچھ از حد موٹے اور بڑے توندوالے تھے اور بعض کے جسم غایت درجہ لاغر تھے، لیکن سب کے دُمیں تھین جو طول اور جسامت مین بہت مختلف تھین، اور سر پر لمبے سیدھے ٹیڑھے یا بل کھائے ہوئے سینگ تھے۔ جن سے ان کے خوفناک سرونکی ہیبت اور بھی زیادہ ہوگئی تھی،۔

انہین مین ایک برہنہ جسم شیطان بھی تھا، جس نے صرف اپنے شانون پر بوسیدہ کپڑے کے کچھ چیتھڑے ڈال لئے تھے، اس کا رنگ سیاہ اور نہایت چمکدار تھا، چہرہ پر ایک بال کا بھی وجود نہ تھا اور پیٹ نہایت بدنما اور مضحکہ انگیز طور پر آگے کو نکلا ہوا تھا غرضکہ اس شان سے یہ بزرگ نازل ہوئے اور اپنے مرشد اعظم کے روبرو ادب کے خیال سے اکڑون بیٹھ گئے، لیکن آپ کو کسی پہلو چین نہ پڑتا تھا اور برابر حرکت کرتے، داہنی بائین آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے اور اس غار جہنم مین ہر طرف اپنی آتشی نگاہین دوڑاتے تھے آپکے کالے کالے لبون پر مسکراہٹ تھی اور پیچھے دراز دم برابر چلے جاتی تھی!

(۳)

یہ کیفیت دیکھ کے ابلیس نے اوپر کی جانب ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا۔

**ابلیس**۔ یہ شور غوغا کیسا ہے؟ ... کیا ہوا؟ ... کیا ہوا! ...

**برہنہ شیطان**۔ وہی ہوا جو اب سے پہلے ہوا کرتا تھا، تمام حالات حسب دستور سابق ہوگئے

جہنم کی شہنشاہیت پھر قائم ہوگئی اور انسانوں سے دوبارہ پر ہوگئی!

**ابلیس۔** کیا اب بھی دنیا میں شریر اور گنہگار انسان موجود ہیں؟

**شیطان۔** بہت زیادہ!

**ابلیس۔** اور اس شخص کی تعلیم و تبلیغ کیا ہوئی جس کا نام لینا میں نہیں چاہتا؟

اس پر وہ اور بقیہ تمام شیاطین دانت نکال کے زور سے ہنسے جس سے غار میں سخت شور مچگیا۔ اس کے بعد اسی شیطان نے جواب دیا۔

**شیطان۔** اس کی تعلیم ہمارے کام میں ہرگز حارج نہیں ہوتی کیونکہ لوگ اگرچہ اس پر ایمان تو رکھتے ہیں، لیکن اب اسکے بموجب عمل نہیں کرتے۔

**ابلیس۔** لیکن وہ تو آفتاب کی طرح روشن اور صاف ہے، ساتھ ہی یہ بھی یقینی ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ہماری دسترس سے بچاتی ہے اور ہمارے کسی مکروفریب کو ان تک پہنچنے نہیں دیتی، یہی نہیں بلکہ اس کے داعی نے اپنی جان دیکر اسے اور بھی زیادہ زبردست بنا دیا ہے۔

**شیطان** (دم ہلاکر) حضور صحیح ارشاد فرماتے ہیں، لیکن اس بندۂ ناچیز نے اس تعلیم کو اس قدر مسخ کر دیا ہے کہ وہ اپنی اصلی صورت سے بالکل مختلف ہوگئی ہے۔

**ابلیس۔** تمہیں یہ کامیابی کیونکر ہوئی؟

**شیطان۔** میں نے اسے اس طور پر بدلا ہے کہ اب لوگ اس مسخ شدہ تعلیم کو صحیح سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں اور اسی کو اپنے معلم کی اصلی تعلیم تصور کرتے ہیں

**ابلیس۔** ابدولت تفصیل سننا چاہتے ہیں۔

**شیطان۔** اس قسم کے حالات خود بخود پیدا ہوئے، البتہ میں نے انہیں موثر بنانے کی کوشش کی اور ان سے حسب دلخواہ فائدہ اٹھایا۔

**ابلیس۔** ذرا تفصیلی گفتگو کرو، تاکہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔

یہ سنکر اُس شیطان نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر خیالات مرتب کرنے کے بعد بولا:-
جب وہ منحوس اور عظیم الشان واقعہ ہوا کہ جس نے ہماری جہنم درہم برہم کر ڈالی
اور ہمارے پیشوائے اعظم و مرشد اکبر کو ہم سے جدا کر دیا، تو ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ آئندہ
قدمبوسی نصیب نہ ہو گی! چنانچہ مایوس ہو کر میں اُن مقامات میں چلا گیا جہاں وہ تعلیم
رائج و عام ہے، جو ہماری بربادی و نامرادی کا باعث ہوئی تھی، تاکہ اپنی آنکھوں سے
اُن لوگوں کی حالت مشاہدہ کروں، جنہوں نے وہ تعلیم قبول کی اور جو اس کے اصول
پر کاربند ہوئے ہیں، جہان پناہ! سچ تصور فرمائیں کہ انہیں دیکھکر میں حیرت زدہ
ہو کر رہ گیا، اور اپنی قسمت و سلطنت کی تباہی پر ماتم کرنے لگا، کیونکہ میں نے دیکھتے
ہی معلوم کر لیا کہ اُس تعلیم کے پیرو کامل مسرت و سعادت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔
اُن میں باہم بغض و کینہ نہیں ہے وہ آپس میں پوری رواداری و یگانگت سے رہتے
ہیں حسن کے جادو کا ان پر کوئی اثر نہیں ہے، بہت سے تو ایسے ہیں کہ انہوں نے شادی
ہی نہیں کی ہے، اور جنہوں نے شادی کی ہے وہ ایک ہی عورت پر قانع ہیں، نہ اُسے طلاق دیتے ہیں نہ اُس سے بدسلوکی
کرتے ہیں، اور نہ اُسکی موجودگی میں دوسری عورت سے واسطہ رکھتے ہیں، اسی قدر
نہیں بلکہ وہ دنیا اور اُس کے تمام دلفریبیوں اور نعمتوں سے بھی دور ہیں، اُن کے
ہاتھ میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کی ملکیت ہے اور ہر ایک اُس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے
وہ شر کا مقابلہ کبھی بھی شر سے نہیں کرتے، بلکہ برائی کے عوض نیکی اور شر کے بدلے
خیر سے کام لیتے ہیں، اگر ان پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو عفو و کرم برتتے ہیں اور اگر انہیں
کوئی ستاتا ہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں!"
"اسی سبب سے اُن کی زندگی، بہترین اور بالکل بے عیب زندگی تھی، اور جوق جوق
لوگ آکر اُن میں شامل ہوتے جاتے اور ان کی پسندیدہ معاشرت اختیار کرتے جاتے
تھے جسکی بنیاد، پرہیزگاری اور محبت پر تھی، جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو یقین کر لیا

کہ ہمارا دور دورہ ختم ہوگیا اور جہنم کی سلطنت ہمیشہ کے لئے مٹ گئی، چنانچہ میں نے وہان سے بھی بھاگنے کا قصد کیا کیونکہ قیام محض بے سود تھا"

"لیکن عین اُسی وقت ایک نہایت معمولی واقعہ ظہور پذیر ہوا، جو حقیقت میں کچھ بھی اہمیت نہ رکھتا تھا، تاہم مین نے مناسب تصور کیا کہ اس پر اپنی توجہ مبذول کرون اور اس کے نتیجہ کا انتظار کرلون۔"

وہ واقعہ یہ تھا کہ مذکورہ بالا تعلیم کے متبعین کے مابین اس امر میں کچھ اختلاف پیدا ہوا کہ النسب پر قتلہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اُنکے لیے بت پرستوں کے یہان کا کھانا جائز ہے یا نہیں، بعضوں نے قتلہ واجب اور بت پرستوں کے کھانے کو حرام بتایا اور بعضوں نے اس کے برعکس، بس اتنی سی بات تھی جسے مین نے نہایت اہمیت دی اور ہر فریق مین وسوسہ پیدا کیا کہ یہ مسئلہ بہت عظیم الشان ہے، اور کسی کو اپنے مسلک سے ہٹنا نہ چاہیئے، کیونکہ اسی پر مذہب کا مدار ہے۔ خوش قسمتی سے میری یہ تدبیر کارگر ہوئی اُن کے دلون مین ایک دوسرے کے مقابلہ مین نفاق ولفاق وعداوت پیدا ہوگئی اور وہ باہم مخاصمت کے لئے تیار ہوگئے، جو میری تمنا و سعی کے بالکل مطابق تھا"

"اب کیا تھا، دن بدن بغض وعناد کی یہ آگ بھڑکتی گئی، اور مین بلا ایک لمحہ کے ضائع کئے ہوئے اپنے کام مین پوری ہوشیاری سے مشغول رہا، یہان تک کہ مین نے انہین اس پر آمادہ کردیا کہ اپنے اپنے دعوے کی تائید معجزات وخوارق عادات سے کرین، حالانکہ یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن تھی کہ خوارق عادات سے اُس تعلیم کی تائید محض نا ممکن تھی، کیونکہ نور اور روشنی ہر قسم کی دلیل وبرہان سے مستغنی ہوتی ہے، مگر وہ اپنے قول کے ثابت کرنے مین اس درجہ بدمست تھے کہ انہون نے اپنی عقلون پر پردے ڈال دیے اور لگے آپس مین معجزات وخوارق سے دلیلین طلب کرنے، میرے لئے اُن کے واسطے معجزات گڑھ دینے مین کیا دشواری تھی؟ فوراً ہی مین نے ان کی رہبری شروع

کردی، وہ میرے پیچھے ہو لیئے، میرے اقوال و وساوس پر ایمان لائے اور اپنے دعوؤن کی حقانیت مین ہر قسم کی خلاف عقل باتین پیش کرنے لگے "

"کسی نے کہا کہ آتشین زبانین بولتی دکھائی دی ہین، اور کسی نے دعوی کیا کہ اُس نے خود اپنے متوفی معلم اعظم کو دیکھا ہے جو اُس کی تائید کر گیا ہے، غرضکہ اسی قسم کی بے سر دپا وہتائین پیش کرنے، اور اپنے اُس معلم کی نسبت افترا و کذب کے مرتکب ہونے لگے جس نے ہم شیاطین کے گروہ کو افترا پرداز اور جھوٹا کہا تھا، مگر خوبی تقدیر سے اُس کے نام لیوا اس باب مین ہم سے بھی آگے ہو گئے اور باہم وہی خطابات دینے لگے جو ہمارے لئے مخصوص تھے! چنانچہ جب کوئی فریق اپنی حجت مین کوئی معجزہ پیش کرتا، تو دوسرا فریق فوراً کہتا "تم جھوٹے ہو اور تمہارا یہ معجزہ بھی سراسر گڑھا ہوا ہے!"

"اگرچہ یہ سب کچھ ہو رہا تھا، مگر مجھے خوف تھا کہ مبادا وہ اس صاف و صریح دھوکہ کو محسوس کر لین اور اپنی رفتار بدل دین، اسی کے سدباب کے لئے مین نے "کلیسا" قائم کرنے کی تجویز سوچی، جس کا حسن اتفاق سے انہون نے بھی خیر مقدم کیا اور عملاً کلیسا قائم بھی ہو گیا جس کے بعد مجھے اطمینان کلی ہو گیا کہ ہماری کوششین بارآور ہوئین، ہماری تباہی ختم ہو گئی، جہنم کی شہنشاہیت کا علم پھر سربلند ہوا اور سرزمین دوزخ پھر اپنی طرف، جوق جوق آنے والی آبادیون سے پُر ہو گئی!"

(۴)

یہ گفتگو سنکر ابلیس نہایت متعجب ہوا، اور اُسے یقین نہ آیا کہ اُس کے چیلے خود اُس سے بھی زیادہ عقلمند، پختہ کار اور حیلہ باز ہین، اسی لئے اُس نے پھر اس شیطان سے سوال کیا کہ "کلیسا کے کیا معنی ہین!"

**شیطان** ۔ "کلیسا" کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ کوئی دعوی کرتے ہین، اور محسوس ہوتا ہے کہ مخاطب تصدیق نہین کر رہا ہے، تو خدا پر لوٹتے اور کہتے ہین "بخدا، جو کچھ

تیز دعویٰ ہے، وہ بالکل برحق ہے!"

اس سے بھی زیادہ واضح طور پر یوں کہنا چاہیئے کہ لوگ جب "کلیسا" کے سلسلہ میں منسلک ہوجاتے ہیں، تو اپنے متعلق دعوے کرتے ہیں کہ وہ مقدس و معصوم ہیں اور ہرگز کسی گمراہی و ضلالت میں نہیں پڑ سکتے، اسی بنا پر خلقی بھی حماقتیں اور بیوقوفیاں اُنسے سرزد ہوجائیں، مگر وہ آیندہ ان کی اصلاح یا اعتراف نہیں کرتے، کیونکہ اسے وہ اپنا اور اپنی تعلیمات کا نقص و عیب تصور کرتے ہیں۔

اس کی مزید تشریح یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے بزعم خود تسلیم کر رکھا، اور دوسروں سے تسلیم کرالیا ہے کہ ان کے خدا مسیح نے اپنی تعلیم کے محفوظ رکھنے اور ہر کس و ناکس کی تفسیر و تاویل سے اُسے بچانے کے لئے کچھ خاص لوگوں کو منتخب کیا ہے کہ وہ اس کی ٹھیک ٹھیک تفسیر بیان کریں، اور انہیں اختیار دیا ہے کہ اپنے لئے خلفا، و جانشین منتخب کریں، جنہیں بھی اپنے پیش روؤں کی طرح تفسیر و تشریح کا حق حاصل ہے، چنانچہ اس خیال کے بموجب اُن میں سے ہر ایک دعویٰ کرنے لگا کہ حق و صداقت کے ارکان میں سے ایک رکن رکین وہ بھی ہے، نہ اس لئے کہ وہ حق کا علم بردار ہے، بلکہ محض اس زعم باطل کی بنا پر کہ وہ اپنے خدا کا برحق خلیفہ، یا اس کے خلیفہ کا خلیفہ ہے، بس اب کیا تھا، یہ خود فراموش یقین کرنے لگے کہ حقیقی اور وحید کلیسا" کی بنیادیں انہیں کے کاندھوں پر قایم ہیں، وہ مقدس و معصوم ہیں اور صرف انہیں کو حق ہے کہ اپنے معلم کی تعلیمات انسانوں کو سمجھائیں، چنانچہ ہر ایک نے اپنی ہوا و ہوس کو قبلہ بنایا اور اس کے مطابق تفسیریں کرنے لگے اور جو کچھ ایک مرتبہ منہہ سے نکل گیا، اگرچہ وہ کتنی بڑی حماقت ہی کیوں نہ ہو، اس کی اصلاح یا اپنی غلطی تسلیم کرنا محال ہوگیا، عام اس سے کہ دنیا اُس کی تردید کتنی ہی وضاحت سے کیوں نہ کرے۔

ابلیس۔ میں یہ سننا چاہتا ہوں کہ "کلیسا" نے اُن تعلیمات کی تفسیر کا یہ طریقہ کیوں اختیار کیا جو سراسر ہماری مصلحت کے موافق تھا؟

وہی شیطان۔ یہ اس لئے کہ کلیسا کے ارکان نے اپنی نسبت یہ یقین کر لیا تھا کہ صرف وہی شریعت الٰہی کے مفسر اور اس کے علم بردار ہیں، اسی قدر نہیں، بلکہ انہوں نے دنیا کو بھی یہی یقین کرنے کی دعوت دی، اور جب ایک عرصہ کی جد و جہد کے بعد ان کا یہ دعویٰ تسلیم کر لیا گیا اور ہر طرف سے مخلوق ان کی طرف رجوع کرنے لگی، تو ان کی اہمیت بڑھی اور اقتدار میں زیادتی ہوئی، یہاں تک کہ انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ اس تعلیم کے تمام پیرو ان کے زیر علم ہیں، اور وہ ان کے بلا شرکت غیرے سردار۔

جب وہ اس درجہ پر پہنچ گئے تو ان میں بتدریج شان و شوکت اور جاہ و جلال بھی پیدا ہو گیا، اور پھر آہستہ آہستہ ان میں برائیاں بھی پھیلنا شروع ہو گئیں، یہانتک کہ بجائے رشد و ہدایت اور تقویٰ و طہارت کے، وہ ضلالت و گمراہی اور شر و فساد کے داعی بن گئے جس کی وجہ سے لوگوں میں ان کی جانب سے نفرت و عداوت پیدا ہو گئی، اور سب ان کی مقاومت کے لئے کمر بستہ ہو گئے کلیسائی سرداروں نے جب یہ حالت دیکھی تو بجائے اپنی اصلاح کے وہ مخالفوں کے مقابلہ میں طاقت استعمال کرنے، اور ہر اس شخص کو قتل کرنے اور جلانے لگے جس نے ان کی تعلیم سے ابا کیا اور ان کے اقتدار کے سامنے گردن نہ جھکائی!

جب یہ حالت ہوئی تو ارباب کلیسا مجبور ہوئے کہ اس مرتبہ کی جس پر وہ جب جاہ و حشم کی وجہ سے پہنچے تھے، حفاظت کے لئے اپنی تعلیمات کی ایسی توضیح کریں، جو ان کے حسب خواہش ہوں، ان کی زندگی کو مقدس ثابت کریں۔ اور ان کے دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلہ میں جو جابرانہ و ظالمانہ سلوک وہ کرتے تھے، اسے جائز و مستحسن قرار دیں نتیجہ یہ ہے کہ ان باطل توجیہوں کو ارباب کلیسا کے معتقدین برحق سمجھتے، اپنے پیشواؤں کی قیادت و رہبریت کو مقدس اور مذہب کے عین مطابق تصور کرتے اور ان کی ہر ندا پر لبیک کہنا اور ان کے مخالفوں پر سخت سے سخت مظالم کرنا اجر عظیم کا باعث یقین کرتے تھے! غرضکہ مسخ شدہ تعلیم بہت جلد انتقام کا ایک خوفناک آلہ بن گئی، اور دنیا اور اسکے بسنے والوں

کی ایذا رسانی، مصائب و آلام، قتل و خونریزی اور بےچینی و بدامنی کا زبردست ذریعہ بن گئی۔

(۵)

یہ طویل داستان سننے کے بعد بھی ابلیس کو یقین نہ آیا کہ لوگوں کے بگاڑنے اور اس صاف سادہ اور بے لاگ تعلیم کے خراب کرنے میں اس کے اعوان و انصار کو اتنی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہو گی، چنانچہ اس نے پھر کہا۔

**ابلیس** ۔ میں متعجب ہوں کہ اس آفتاب جیسی روشن اور ناقابل تحریف و تاویل تعلیم کے معنی کیسے الٹ سکے ہوں گے، جو نہایت وضاحت سے کہتی ہے کہ "لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرو، جو چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں"؟

**وہی شیطان** ۔ نہیں، حضرت اقدس! اس تعلیم میں بھی تحریف ہو سکتی ہے، اور میرے مشوروں کے بموجب لوگوں نے عملاً ایسا کیا بھی ہے، مثال کے طور پر پہلے ایک حکایت عرض کرتا ہوں، جو لوگوں میں مشہور رہی ہے، اور ٹھیک جس کے مطابق اس تعلیم کی حالت ہوئی ہے، وہ حکایت یہ ہے کہ ایک نیک نفس ساحر نے ایک شخص کو دوسرے شریر ساحر کے پنجہ سے بچانا چاہا، اور اس شخص کو گیہوں کے دانہ کی شکل میں کر دیا، شریر ساحر نے فوراً اپنے کو مرغ بنا کر اس دانہ کو چگ لینا چاہا، نیک ساحر نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اسی گیہوں پر ایک من گیہوں کا ڈھیر لگا دیا، جسے نہ تو شریر جادوگر کھا سکا اور نہ اس دانہ کو اس انبار میں سے تلاش کر سکا! اسی اسلوب پر میری صلاح کے مطابق اس شخص کی تعلیم میں رنگ آمیزی کی گئی جو کہتا ہے کہ ساری شریعت صرف اس جملہ میں محصور ہے کہ "لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرو، جو انسے اپنے لئے چاہتے ہو!" مگر لوگوں نے اللہ کی اس ایک مقدس اور پاک شریعت کو چوالیس کتابوں میں تقسیم کر دیا، اور یقین کر لیا کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے، وہ سب کا سب الہام الٰہی اور روح القدس کے ذریعہ سے لکھا گیا ہے، اس طرح خود اس تعلیم کے علم برداروں نے، ساحر کے من بھر گیہوں کی طرح حق و صداقت پر ان مقدس الہامات"

کا ایک انبار لگا دیا ہے، جس مین پڑکر حق گم ہوگیا، وہ حق جو دنیا کے لیئے لابدی تھا جس نے مخلوق کو سلیم النفس اور نیک طینت بنا دیا تھا، اور جس کی روشنی مین اُس نے زمانہ دراز تک تقویٰ وطہارت، فلاح وصلاح اور کامل امن واطمینان مین زندگی بسر کی تھی۔

ایک طریقہ تو یہ تھا، دوسرا نہایت کامیاب میرا طریقہ یہ تھا کہ میرے وسوسون کی بنا پر ارباب کلیسا ایک ہزار سال تک ان تمام لوگون کو قتل وغارت کرتے، جلاتے اور طرح طرح کے مصائب وآلام مین گرفتار کرتے رہے جنہون نے اظہار حق کی جراءت کی، اب اگرچہ مجبور ومقہور ہوکر انہون نے اپنا قدیم سفاکانہ رویہ ترک کر دیا ہے، لیکن اب بھی دوسرے طریقون سے حق پسندون کو دق کرتے اور ان کی زندگی برباد کرتے رہتے ہین، چنانچہ اپنے مخالفون کے برخلاف سازشین کرنا، ان کے مقابلہ مین دوسرون کو آمادۂ جنگ کرنا، اور انہین زہر اور دیگر مخفی ذریعون سے ہلاک کر دینا اب تک جاری ہے، اگر کوئی رودر روان کے مقابلہ اور ان کی ضلالت کی پردہ دری کے لیئے نہین کھڑا ہوتا۔

اس تعلیم کے بگڑنے کی ایک تیسری صورت یہ بھی ہوئی کہ جب وہ "کلیسا" قایم کر کے اُسے مقدس ومعصوم تسلیم کرنے لگے، تو انہون نے مخلوق کو اپنی ہوا وہوس کے مطابق تعلیم دینی شروع کر دی، جو نہ صرف باطل ہی تھی، بلکہ اصلی تعلیم کے سراسر مخالف وبرعکس بھی تھی، اور لطف یہ ہے کہ وہ اپنی اس ضلالت کے تسلیم کرنے پر ہر ایک کو مجبور کرتے اور اُسے کتاب مقدس کی تعلیم کے بالکل موافق ثابت کرنے پر نہایت زور دیتے ہین۔ مثال کے طور پر مین ان کی ایک گمراہی پیش کرتا ہون۔

کتاب مقدس مین وارد ہے کہ "تمہارا معلم صرف ایک ہے، اور وہ مسیح ہے" انیز انجیل مین مذکور ہے کہ "زمین مین کسی کو بھی اپنا باپ مت بناؤ، کیونکہ تمہارا باپ ایک ہے اور وہ آسمان پر موجود ہے" "اور نہ کہو کہ زمین مین ہماری معلم ہین، کیونکہ تمہارا معلم ایک ہی ہے اور وہ مسیح ہے لیکن ارباب کلیسا نے ان اقوال کو پس پشت ڈالدیا ہے اور دعویٰ کرنے لگے ہین کہ ہم اور صرف ہم ہی لوگون کے باپ اور ان کے

معلوم ہیں! کتاب مقدس میں آیا ہے "اگر تیرا قصد نماز پڑھنے کا ہو تو اپنے کمرہ میں داخل ہو، دروازہ بند کر، اور اپنے اس باپ کے لیئے نماز قائم کر جو آسمان پر ہے، تیرا وہ باپ جو تجھے اس مخفی جگہ میں دیکھتا ہے، تجھے علانیہ ثواب عطا کرے گا!" مگر ارباب کلیسا یہ تعلیم دیتے ہیں کہ مسیحیوں پر واجب ہے کہ گرجوں اور ہیکلوں میں مجتمع ہو کر مزامیر کی خوش الحانیوں کے ساتھ عبادت کریں۔ کتاب مقدس میں وارد ہے کہ "تو کبھی قسم نہ کھا"، مگر وہ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ حکام کے سامنے قسم کھانا جائز ہے تاکہ وہ احکام و قوانین کا اجرا کر سکیں۔ کتاب مقدس میں ہے "کسی کو قتل نہ کر"، مگر یہ لڑائیوں میں انسانوں کی جان لینا اور حکام کے لیئے سولی اور پھانسی کی سزا دینا جائز بتاتے ہیں، کتاب مقدس میں یہ بھی مذکور ہے کہ "میری تعلیم روح اور زندگی ہے، لہٰذا تم اپنی روح کے لیئے اس سے غذا حاصل کرو جس طرح اپنے جسموں کے لیئے روٹیوں سے غذا حاصل کرتے ہو" لیکن ارباب کلیسا کی تعلیم یہ ہے کہ روٹی پر شراب ڈالنے اور چند مخصوص دعائیں تلاوت کرنے سے روٹی مسیح کا جسم بن جاتی ہے اور شراب ان کا خون، اور اس کا تناول کرنا روح انسانی کے لیئے غایت درجہ مفید اور باعث فلاح اخروی ہے۔ لوگ بھی اس پر اعتقاد رکھتے اور اس پکوان کو عقیدت کیساتھ کھاتے ہیں لیکن جب وہ اپنے کو اچانک ہمارے پنجوں میں پاتے ہیں تو انہیں نہایت حیرت ہوتی ہے کہ اس مقدس روحانی پکوان نے نہ تو انہیں نجات دلائی اور نہ کوئی فائدہ پہنچایا" شیطان نے یہ کہکر آنکھیں بند کرلیں اور اپنے سر کو اس زور سے گردن پر ڈالا کہ کان شانوں سے مل گئے!

ابلیس۔ (بدونت نے تمام ماجرا سنا) شاباش! شاباش!

پھر اظہار امتنان و مسرت کیلئے اپنے بے ہنگم ہونٹوں سے وہ مسکرایا، جس پر گردوپیش کے تمام شیاطین نے اس زور سے قہقہہ لگایا کہ جہنم کے درو دیوار میں لرزہ پڑ گیا۔

(۶)

جب ذرا خاموشی و سکون پیدا ہوا تو ابلیس نے شیاطین کو مخاطب کر کے کہا۔
**ابلیس** ۔ کیا یہ سچ ہے کہ اب تمہارے قبضہ مین ویسے ہی گمراہ کن، لوٹیرے، قزاق، اور خونریز لوگ موجود ہین، جیسے پہلے تھے؟
اس سوال پر تمام شیاطین بے حد خوش ہوئے اور ایک آواز سے چلائے۔
**شیاطین** ۔ ہان۔ ہان! ویسے ہی لوگ موجود ہین
**ایک شیطان** ۔ بلکہ ان سے کہین بڑھکر۔
**دوسرا شیطان** ۔ آج کے دہوکہ باز اور گمراہ کرنے والے اپنے پیش رون سے بہت بڑہ چڑہ کر ہین۔ اور اُن سے کہین زیادہ مہارت سے دام تزویر بچہاتے ہین۔
**تیسرا شیطان** ۔ آج کے قزاق، قدیم قزاقون سے زیادہ سنگ دل اور بے رحم ہین!
**چوتھا شیطان** ۔ اب خونریزی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ زمین لہو سے رنگ گئی ہے!
**ابلیس** ۔ مادولت کے حضور مین تم سب بیک وقت کیون باتین کرتے ہو؟ جس سے مین سوال کرون وہی جواب دے۔ اچھا وہ شیطان سامنے آئے جو فسق و فجور کی جانب اُس شخص کے حلقہ بگوشون کو بہکاتا ہے، جس نے عورت کو طلاق دینے سے منع کیا ہے اور اُنہین حکم دیا ہے کہ اُس پر بُری نظر نہ ڈالین، وہ آکر اپنی کارروائی بتائے کہ کس طرح لوگون کو اپنی بیبیون کی خیانت پر آمادہ کرتا ہے؟
اس پر ایک شیطان نے جواب دیا کہ حضور والا وہ بندۂ ناچیز مین ہون، پھر وہ اپنے سرین کے بل چلکر ابلیس کے قریب پہنچگیا، اس شیطان کی شکل غایت درجہ مضحکہ انگیز تھی، چہرہ عجیب و غریب قسم کا تھا، اور وہ برابر منہہ چلائے اور لعاب بہائے جاتا تھا،
یہ خبیث مجسم شیطان سے نکلکر ابلیس کے سامنے اکڑون بیٹھ گیا، دُم پیچھے پھیلادی جس کے سرے سے برابر زمین جھاڑتا رہا! اس انداز سے بیٹھکر اور دائین جانب

سر کر کے نہایت باریک آواز مین بولا۔

**شیطان فسق** ۔ اے سرتاجِ مملکت جہنم! رہنمائے اعظم! مرشد اکمل! سردار اکبر! قطب الاقطاب حضرت ابلیس! دام مجدہٗ وملکہٗ! یہ غلام ازلی ٹھیک ٹھیک اسی صراط مستقیم پر گامزن ہے جو اس مقصد کے لیئے قدیم سے حضرت اقدس نے مقرر فرمائی تھی، اور جس پر چلکر خود حضور نے جنت عدن مین وہ عظیم الشان مہم سر کی تھی جس کے بعد سے تمام انسان ہمارے قبضہ و اختیار مین آگئے! فی الحال مین اس طرح فساد کی تخم ریزی کرتا ہون کہ " عرصہ دراز سے مین نے لوگون کو سمجھا رکھا ہے کہ " شادی کا مقصد یہ نہین ہے کہ زن و شو ایک روح و دو قالب ہو کر زندگی بسر کرین "، بلکہ اصلی شادی یہ ہے کہ زن و شو دونون بہتر سے بہتر لباس و زیورات سے آراستہ ہو کر اس پر شوکت عمارت مین داخل ہون، جو اسی غرض کے لیئے ہوتی ہے، اور وہان عزیز و اقارب اور احباب کے جمگھٹے مین کھڑے ہون، جو سب کے سب سومی بتیان روشن کیئے ہوتے ہین، پھر بعض مذہبی پیشوا دولہا دلہن کو خاص قسم کے دو تاج پہنا دین، اس دوران عین مست کرنے والے باجے بج رہے ہون اور جذبات کے ابھارنے والے گیت گائے جاتے ہون، پھر وہ دونون تمام مجمع کے ہمراہ اس میز کے گرد گھومین جو اسی مقصد سے ان کے سامنے رکھی جاتی ہے! خوش نصیبی سے لوگون نے میری یہ تجویز قبول کر لی ہے کہ عقد حقیقی کی یہی صورت ہے، اور اس کے بغیر وہ ہو ہی نہین سکتا، چنانچہ انہون نے شادی کے جلسون کے منعقد کرنے اور انہین شاندار بنانے مین پوری ہمت و فراخدلی سے کام لیا ہے اور ان مین سے ہر ایک کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس کا جلسہ دوسرون کے جلسون سے بڑھا چڑھا رہے اگرچہ اس پر کتنا ہی روپیہ کیون نہ صرف کرنا پڑے!

انتہائی مسرت کی بات ہے کہ لوگون مین یہ رسم اس درجہ مستحکم ہو گئی ہے کہ اب وہ اُسے ایک مذہبی فرض اور مقدس عقیدہ تصور کرنے لگے ہین جسکے بغیر شادی جائز ہی نہین ہو سکتی، صرف یہی نہین بلکہ مین نے اُن کے دماغ مین یہ بھی ڈالدیا ہے کہ شادی محض شہوات نفسانی اور

لذات جسمانی کے لئے ہوتی ہے، روح کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس عقیدہ کا اثر یہ ہوا ہے کہ وہ راہ سے بھٹک گئے ہیں، فساد اُن میں پھیل گیا ہے، ضلالت کے گھن نے ان کے صحیح عقائد کے مغز کو کھا لیا ہے اور اس کی جگہ یہ خرافات و مہملات قائم ہو گئی ہیں۔

یہ کہکر شیطان سر جھکا کے خاموش ہو گیا اور دیکھنے لگا کہ گروجی پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟ اپنے چیلے کی گفتگو سن کے ابلیس نے سر ہلا کر اظہار خوشنودی کیا، اور ہونٹوں کے تبسم سے دلی مسرت ظاہر کی، جسے دیکھکر اُس شیطان نے پھر سلسلہ کلام شروع کیا۔

**شیطان فسق**۔ فردوس بریں میں جو طریقہ حضرت شیطنت پناہ نے برت کر مرد و عورت کو گمراہ کیا تھا، یعنی ممنوع درخت کے پھل اُنہیں کھلا دئے تھے، میں بھی وہی مفید طریقہ برتتا اور مذکورہ بالا وسائل سے کام لیکر نہایت بیش قیمت نتائج پیدا کرتا ہوں۔ بیشک لوگ گرجا میں جا کر شریفانہ شادیاں کرتے ہیں، مگر چند ہی دنوں کے بعد شوہر کو بیوی سے بے وفائی و کنارہ کشی اور کسی غیر سے آشنائی کی ترغیب دیتا ہوں، جسے وہ فوراً قبول کر لیتا اور خفیہ خفیہ صدہا غیر شریفانہ شادیاں کرتا پھرتا ہے، عورت بھی کبھا اوقات مرد کی تقلید کرتی اور اپنے لئے دوسرے آشنا فراہم کر لیتی ہے اس طرح اُن میں برابر فساد بڑھتا جاتا ہے اور وہ یکے بعد دیگرے قعر ضلالت میں گرتے چلے جاتے ہیں، اور اب تو اُن کے ہاں فسق و فجور کی وہ گرم بازاری ہے کہ بمشکل کوئی انجان اُسے تسلیم کر سکتا ہے؛ اس سے زیادہ پر لطف بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیکر اُسی دہوم دہام سے دوسری شادیاں کرتے ہیں، اور پھر انتہائی بے حیائی سے کہتے ہیں کہ پہلی شادی فاسد تھی اور یہ ٹھیک ہے! یہ کہکر شیطان خاموش ہوا، اور دم کے سرے سے اپنے منہ کا وہ لعاب پونچھنے لگا جو نیچے بہہ رہا تھا، پھر اُس نے گردن خم کر دی اور ابلیس کو بغور دیکھنے لگا۔

**ابلیس**۔ مرحبا! اے میرے لائق فرزند، میں نے تیرا بیان بغور سنا، میری خوشنودی تیرے

شامل حال ہے، برابر اپنا کام کئے جا اور اسی راہ پر استوار رہ۔

پھر اس نے کہا قزاقون کا رہبر تم مین کون ہے؟ وہ حاضر ہو اور اپنے کارنامے پیش کرے یہ سنکر ایک شیطان آگے بڑھکر بولا کہ وہ خادم مین ہون، یہ خبیث نہایت سرکش تھا، اس کے سر پر دو لمبے لمبے بل کھائے ہوئے سینگ تھے، ہونٹون پر بٹی ہوئی اور اوپر کو تنی ہوئی بڑی بڑی مونچھین تھین، اور از حد بدکوا ک اور نہایت دراز ٹانگین تھیں یہ اپنی مونچھین بٹتا ہوا آیا اور ابلیس کے بھیانک چہرہ پر اپنی سرخ سرخ آنکھین جما کر کھڑا ہوگیا۔

ابلیس۔ عزیز من! جس شخص نے جہنم کا تختہ الٹا ہے، اس نے دنیا کو یہ تعلیم دی تھی کہ پرندون کی طرح بے فکر زندگی بسر کرو، حاجتمندون کی مدد کرو، بے کسون کی ہمدردی کرو، جو تم سے کرتہ طلب کرے اسے چادر بھی اتار کر دیدو، اور اگر نجات کے طلبگار رہو تو تمام مال و متاع غریبون پر تقسیم کر دو! پھر بتاؤ وہ کون اسباب و ذرائع تھے جنکی بدولت تم نے اس کے حلقہ بگوشون کو اس پر آمادہ کر دیا کہ وہ باہم لوٹ مار کرین اور دوسرے کی جیب خالی کرانے کے لئے ہر ممکن تدبیر پر عمل پیرا ہون؟

مونچھون والا شیطان۔ مجھے اپنے مقصد مین اسی طریقہ سے کامیابی ہوئی ہے جس طریقہ سے حضرت شیطنت پناہ نے قدیم زمانہ مین "شاول" کو بنی اسرائیل پر بادشاہ بنایا تھا آج بھی ٹھیک ٹھیک وہی صورت حال ہے، جو اس وقت تھی، اور حق یہ ہے کہ یہ طریقہ نہایت کارآمد اور مفید بھی ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے لوگ فوراً قزاقی، لوٹ مار، دن دھاڑی لوگون کے مال پر دست درازی اور مزدورون پر ظلم و ستم شروع کر دیتے ہین، اور عجیب تر تو یہ ہے کہ اس قزاقانہ دست برد سے جو مال حاصل کیا جاتا ہے، اسے لوگ بالکل جائز اور قانونی سمجھتے ہین، اور اس مین کسی قسم کا کوئی گناہ یا عیب تصور نہین کرتے۔

مین نے اپنا یہ اصول بھی رکھا ہے کہ اس قزاقی کو بالکل علانیہ باضابطہ، اور بلا کسی روک ٹوک کے، جاری رکھنے کے لئے کسی ایک شخص کو گرجا بھیجتا ہون جہان اسے نہایت پرشوکت تاج پہنایا جاتا ہے، بیٹھنے کو غایت درجہ شاندار اور بلند تخت

ہوتا ہے، جسپر نقرئی چادرین چڑھی ہوتی ہین، اور بیش قیمت جواہرات کی پچے کاری ہوتی ہے۔
وہ جب اُس پر متمکن ہوجاتا ہے تو اس کے ایک ہاتھ مین عصائے سلطنت دیا جاتا ہے
اور دوسرے مین گیند، پھر اُس کے سر پر روغن زیتون کی مالش ہوتی ہے اور اللہ اور
اُسکے بیٹے یسوع کے نام کے ساتھ اس کی بادشاہت کا اعلان ہوجاتا ہے! اس سوانگ
کے بعد یہ شخص مقدس ہوجاتا ہے، بلکہ کلیسا کی ریاست بھی اُسی کے قدمون سے آلگتی ہے
ساتھ ہی مین اُسکی برگزیدگی اور بلندرتبگی کی تبلیغ شروع کردیتا ہون، جسے لوگ فوراً تسلیم کرکے
صرف معمولی اعتقاد ہی اس کی شخصیت کے ساتھ نہین رکھتے بلکہ انتہائی مبالغہ کے ساتھ اس
کے لئے طرح طرح کے القاب بھی تراش لیتے ہین، چنانچہ حاکم مطلق، زمین مین اللہ کا سایہ،
رعیت کا دینی و دنیاوی سردار اور انسانون کا آقا و مالک . . . غرضکہ اُسے خود اپنے خالق و پروردگار
سے بھی بڑھا دیتے ہین!

اس مقدس طریقہ سے لوٹ مار کو ایک عرصہ دراز سے مین نے رواج دیدیا ہے یہان
تک کہ اب وہ اپنے انتہائی درجہ پر پہنچ گئی ہے، چنانچہ مقدس تاجدار، ان کے اعوان و انصار
اور تمام وہ لوگ جو اُن سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں، پوری آزادی سے قومون
کو لوٹ رہے ہین، اور اس لوٹ کے جائز ثابت کرنے کے لئے انھون نے قانون بنا رکھے
ہین جنکی موجودگی مین یہ قزاقی ہر قسم کے مواخذہ و باز پرس سے بری ہے اور تعجب تو یہ ہے
کہ جو لوگ لوٹے جاتے ہین، وہ بھی اپنے کو لٹا ہوا نہین سمجھتے بلکہ یہ تصور کرتے ہین کہ ان کا
مال و متاع قانون کی رو سے لیا گیا ہے، اور یہ قانون درحقیقت اُن کے لئے قضائے مبرم
کا حکم رکھتے ہین غرض اسطرح چند ناکارہ مخنثون کو موقعہ دیتے ہین کہ قومی دولت کا بہرہ کرین،
جسے مخلوق خون پانی ایک کرکے کماتی ہے، یہ قزاقی صرف انہین ممالک مین نہین جاری ہے،
جن مین بادشاہون کے سر پر روغن زیتون کی مالش ہوتی ہے، بلکہ اُن مین بھی اس کا دور
دورہ ہے جہان یہ رسم نہین ہے مگر بادشاہت قائم ہے، حضرت اقدس سے مخفی نہین ہے کہ

یہ طریقہ نہایت قدیم ہے اور خود شیطنت پناہ کا ایجاد کیا ہوا ہے، البتہ میں نے یہ سنت ابلیسی عام کردی ہے اور اُسے ایسے اصول و قوانین پر قائم کر دیا ہے کہ ہمیشہ کے لیئے استوار ہوگئی ہے اور اب باد مخالف سے اُسے کوئی اندیشہ نہیں رہا ہے، حضور والا کو میری کامیابی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پیشتر دنیا صرف اُن لوگوں کے سامنے دو زانو ہوتی تھی جنہیں وہ حکومت و بادشاہت کے لیئے منتخب کیا کرتی تھی، لیکن اب تو یہ حالت ہے کہ اُسے ہر تاجدار کی اطاعت کرنا پڑتی ہے، اگرچہ وہ منتخب شدہ بادشاہ نہ ہو، اور اگرچہ اُسے کوئی پسند بھی نہ کرتا ہو۔

قزاقی کا ایک کامیاب طریقہ یہ بھی ہے کہ بادشاہ اور اُس کے عہدہ دار قوم پر بھاری بھاری ٹیکس مقرر کر کے، اُس سے بجبر وصول کرتے ہیں، قوم بھی یہ سمجھکر مجبوراً خاموش ہو جاتی ہے کہ یہ ٹیکس ملک کی ترقی کے لیئے لازمی ہیں، کیونکہ وہ قومی سود و بہبود میں صرف کیئے جاتے ہیں، حالانکہ اگر سب نہیں، تو اُن کا بڑا حصہ سرکاری خزانہ میں چلا جاتا ہے، جہاں سے وہ بادشاہ اور اُس کے عہدہ داران کے عیش و آرام اور خواہشات نفسانی میں خرچ ہو جاتا ہے! یہ بادشاہ اور عہدہ دار عموماً نہایت کمینہ اور نیچے درجہ کے مفلس لوگ ہوتے ہیں، جو برسر اقتدار ہوتے ہی چند سال میں اُسی قومی روپیہ سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ اُن کے گھر زر و جواہر سے پُر ہو جاتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں وسیع و سرسبز زمینیں آجاتی ہیں، حالانکہ وہ پیشتر صفر الیدین تھے، اور اُنکی کوٹھری میں اناج کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔

میری کامیابی یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی کہ مسیحی قومیں باہم لوٹ مار میں مصروف ہو گئی ہیں، بلکہ میری ناچیز کوششوں سے انہوں نے ایسی قوموں پر بھی دست درازی کی ہے جو نہ ان کی مذہب میں ہیں اور نہ اُن سے کسی قسم کا تعلق رکھتی ہیں۔ مسیحی قومیں اُن غریبوں پر دن دھاڑے ڈاکے ڈال رہی ہیں، ان پر انواع و اقسام کے مظالم کرتی ہیں اور انہیں عبودیت و غلامی کی بوجھل زنجیروں سے جکڑ رہی ہیں اور اس پر دعوے یہ ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، وہ مہربانیانہ فرض ہے، اور مسیح کی خوشنودی کا باعث ہیں، حالانکہ یہ قطعاً مسیح کی تعلیمات کے

مخالف اور محض ہٹ دھرمی کا دعویٰ ہے!

اے قطب اعظم! تیرے اس بندۂ حقیر کی سعی و تدبیر کا یہ اثر ہوا ہے کہ مسیحی اقوام کے ہاتھوں دنیا کا چپہ چپہ برباد ہو رہا ہے، اور قزاقی کا وہ دور دورہ ہے کہ یورپ و امریکا سے لیکر افریقہ کے تپتے ہوئے ریگستانوں اور ایشیا کے سنسان بیابانوں تک کوئی جگہ ایسی نہیں باقی ہے جہاں مسیحی قوموں نے لوٹ کھسوٹ نہ مچا رکھی ہو، اور کوئی کمزور و زبردست قوم نہیں ہے جس پر وہ ظلم و ستم کی بارش کرتے اور اُسے غلام بنانے کی کوششوں میں نہ مصروف ہوں!

اس زمانہ میں تباہی کی ایک جدید صورت یہ بھی نکلی ہے کہ سلطنتیں بڑے بڑے ملکی اور بین الاقوامی قرضے لیتی ہیں، جن کے ذریعہ سے صرف موجودہ نسل ہی کی کمائی نہیں لٹتی بلکہ آیندہ نسلیں بھی عالم وجود میں آنے سے پہلے ہی پوری طرح لٹ کر مفلس و بے نوا ہو جاتی

ای **شیطان اکبر**! میں اس امر پر بار بار زور دینا نہیں چاہتا کہ یہ تمام کامیابی محض اس وجہ سے ہوئی ہے کہ دنیا کو میں نے یہ یقین دلا دیا ہے کہ بادشاہ خدا کے برگزیدہ نائب ہوتے ہیں، اسی بنا پر سب ان کی اطاعت کرتے، ان کی قزاقی برداشت کرتے ہیں۔ اور انکی بغاوت و مقاومت کے لئے نہیں اُٹھتے، پس قزاق اعظم یعنی بادشاہ کے لئے یہ کافی ہوتا ہے کہ اسکے پر نخوت سر پر چند قطرے مقدس روغن کے ٹپکا دئے جائیں، جس کے بعد اس کے لئے مباح ہو جاتا ہے کہ جو چاہے کرے، جس پر چاہے ڈاکہ مارے اور جسے چاہے پامال کر ڈالے!

چنانچہ میں نے ملک روس میں ایک مرتبہ تجربۃً چند عورتوں کو یکے بعد دیگرے تخت شاہی پر بٹھایا جو سب کی سب سخت جاہل، ان پڑھ، بیوقوف، اور سب سے بڑھکر یہ کہ پرلے درجہ کی فاحشہ و آبرو باختہ تھیں، اور قانون سلطنت کے مطابق انہیں اونی حق بھی تخت شاہی کا نہ پہنچتا تھا، ان میں سب سے آخری ملکہ صرف عصمت فروش ہی نہ تھی، بلکہ سخت بجربہ اور خونی بھی تھی، چنانچہ اس نے اپنے شوہر اور قانونی ولی عہد کو انتہائی سفاکی کے ساتھ ذبح کیا تھا، مگر چونکہ وہ بھی انہیں خونریز قزاقوں میں سے تھی جن کے سر پر روغن

زیتون ملا گیا تھا، اس لئے نہ تو لوگون نے اس مجرمہ کی آنکھین پھوڑین، نہ ناک کاٹی، نہ دُرّون سے کھال کھینچی، اور نہ کوئی وہ برتاؤ کیا، جو عام طور پر مجرمون کے ساتھ کیا کرتے ہین، بلکہ الٹے اُس کی فرمانبرداری کی زرخرید غلامون کی طرح چاکری کی، اور کامل تیس برس تک اُسے اور اُس کے عاشقون اور آشناؤن کو موقعہ دیا کہ ان کی تھیلیون کو خوب خالی کرین اور جس قدر چاہین ان کے گھربار اور شخصی آزادی وآبرو پر دست درازی کرین۔ یہی کا نتیجہ تھا کہ اس ڈائن کے طویل زمانۂ حکومت مین جور وستم اپنی انتہائی منزل تک پہنچگیا تھا!

اس بیان سے میرے آقا کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اب قزاقی کس قدر عام ہوگئی ہے، جو واضح رہے کہ زر و جواہر تک محدود نہین ہے بلکہ گھوڑون، بیلون، ہر قسم کے چوپایون اور کپڑون تک اس کا اثر پہنچگیا ہے، حکام ان سب چیزون کو خوب لوٹتے ہین مگر باقاعدہ اور منظم طریقہ سے، بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ اس عاجز کی جد وجہد سے اب ہر کس و ناکس مجبور ہے کہ وہ بھی لوٹ مار مین مصروف ہو جائے کیونکہ بغیر ایسا کئے ہوئے اُسے اپنی زندگی بسر کرنا ناممکن نظر آئیگا۔ چنانچہ انتہائی مسرت کے ساتھ مین یہ امر حضرت اقدس کے علم مین لانا چاہتا ہون کہ عملاً ہر شخص اس سلب و نہب مین مشغول ہوگیا ہے، اور لوگ اس مقصد کے لئے میری رہنمائی مین ایسے ایسے طریقے اختیار کر رہے ہین جن کے سامنے ان چورون اور رہزنون کے طریقے بھی ہیچ ہین، جو محض بھوک وگرسنگی کی وجہ سے اس جرم کے مرتکب ہوا کرتے ہین۔

حضرت اقدس کو یہ معلوم کر کے از حد حیرت ہوگی کہ تاجدار قزاق رہزنی کے لئے باہم پیش قدمی کرتے اور ایک دوسرے پر بازی لیجانا چاہتے ہین جس کے لئے اکثر ان مین ان بن بھی ہو جاتی ہے اور وہ اعلان جنگ کر کے اپنی اپنی نوجوان رعایا کی صفین میدان مین لاکر کھڑی کر دیتے ہین، جو باہم ٹکراتین، لڑتی مرتین اور ان رہزنون کی نفعانیت کے دیوتا کی بھینٹ چڑھاتی ہین۔

ابلیس ۔ زندہ باد! اے لائق فرزند! مین تم سے بہت خوش ہون، اپنے کام مین برابر مشغول رہو۔

پھر وہ شیاطین سے مخاطب ہوکر بولا، تم مین خونریزی کرانے والا شیطان کون ہے؟ مابدولت اس کی کارروائی معلوم کرنا چاہتے ہین ۔

فوراً ہی مجمع سے ایک کرخت آواز بلند ہوئی کہ "وہ مین ہون"، ساتھ ہی ایک نہایت ہیبت ناک شیطان برآمد ہوا، جس کا چہرہ خون کی طرح نہایت سرخ تھا، دو بڑے بڑے نکیلے دانت ہونٹون کے باہر نکلے ہوئے تھے، سر پر پتلے پتلے تیز سینگ تھے، اور دُم پیچھے اکڑی ہوئی کھڑی تھی جس مین کسی قسم کی جنبش نہ ہوتی تھی :۔

یہ خبیث بڑے کروفر سے آیا، جس سے ابلیس نے سوال کیا :۔

ابلیس ۔ اس شخص کے پیروون کو قتل وخونریزی پر تم کس طرح آمادہ کرتے ہو، جسکی تعلیم یہ ہے کہ "برائی کا مقابلہ برائی سے نہ کرو، بلکہ اپنے دشمنون سے بھی محبت کرو"؟

خونی شیطان :۔ مین بھی اُسی قدیم طریقہ پر عامل ہون جو میرے مرشد نے ہابیل وقابیل کے معاملہ مین تجویز کیا تھا، یعنی مین بھی لوگون کے دلون مین بغض وعناد، عوض وانتقام، اور غرور وتکبر کے سوئے ہوئے جذبات ابھارا کرتا، مذہبی پیشواؤن کو عوام الناس کے مقابلہ مین برانگیختہ کرتا، اور یہ یقین دلاتا ہون کہ قتل وغارت کے جرائم اسی صورت سے بند ہون گے کہ خود اُن کے مجرم قانونی طور پر علانیہ قتل کئے جائین، علاوہ ازین میرے دوسرے بھائی شیطانون کے ذریعہ سے کلیسا کے مقدس ومعصوم ہونے، نیز شادی اور مسیحی مساوات کے متعلق مسیحیون مین جو خیالات عام ہوگئے ہین اُن کی وجہ سے قتل کے بہت سے واقعات روزانہ ہو جایا کرتے ہین ۔

کلیسا کی معصومیت کے عقیدہ نے قرون مظلمہ مین ہزارون بلکہ لاکھون بھینٹین مجھ پر چڑھائی ہین، جس کی اجمالی تفصیل یہ ہے کہ جب کچھ لوگ مذہبی پیشوا اور کلیسا

کے مجبر بن گئے ، جس کی معصومیت مسلم ہے ، تو ان تمام لوگوں کے برخلاف کارروائیاں کرنے لگے جنہوں نے ان کی برگزیدگی اور معصومیت سے انکار کیا ، انہوں نے انہیں جھوٹے علم کا خطاب دیا جو لوگوں کے خیالات خراب کرتے اور عقائد بگاڑتے ہیں ، پھر کہا کہ یہ شریعت کی نگاہ میں ایک شدید اور ناقابل معافی جرم ہے ، لہٰذا ان کا قتل کردینا واجب اور رضاء الٰہی کا موجب ہے بلکہ یہ اللہ کے حضور میں ایک مقدس قربانی کا حکم رکھتا ہے ۔

چنانچہ اس اعتقاد کے بموجب انہوں نے قتل وخونریزی کا بازار گرم کر دیا ، اور لاکھوں انسانوں کو یا تو ذبح کر ڈالا ، یا زندہ جلا دیا ، اور عجیب تر اور مضحکہ انگیز تو یہ ہے کہ ارباب کلیسا جن لوگوں کو قتل کرتے ، جلاتے ، اور انہیں ہم شیاطین کا پیرو بتاتے تھے ، در حقیقت وہی راہ راست پر تھے ، انہیں نے سچی تعلیم سمجھی تھی ، اور وہی ہمارے شدید ترین دشمن تھے ، برخلاف ان کے خود ارباب کلیسا گمراہ اور ہمارے مطیع وفرمانبردار تھے ، لیکن بایں ہمہ وحشت وبربریت جس کے سامنے صحرائیوں کی وحشت وقساوت بھی شرمسار ہے ، وہ اپنے کو مجسمہ تقوی وطہارت ، شریعت الٰہی کا حامل اور اسکے احکام و اوامر کا جاری کرنے والا تصور کرتے تھے ، حالانکہ اللہ اور اس کی شریعت ان سے بالکل بری تھی ، اور وہ سراسر ہمارے نقش قدم پر چلنے والے تھے ، گذشتہ زمانہ ہی میں نہیں بلکہ آج بھی ، اور اب تو قتل وخونریزی بہ نسبت پہلے کے کہیں زیادہ سہولت ، قساوت ، سرعت اور کثرت سے جاری ہے ۔

میری کامیابی کا ایک باعث وہ عقیدہ ورسم بھی ہے ، جو شادی کے بارے میں مسیحی اقوام کے مابین رائج ہے ، کیونکہ کلیسائی دستور کے مطابق زن وشو میں کبھی بھی جدائی اور طلاق نہیں ہو سکتی ، پھر جب دونوں میں سے کوئی فسق وتھتک پر کمربستہ ہوتا ہے ، اور اپنے رفیق زندگی کو درمیان میں سد راہ پاتا ہے تو قتل کے ذریعہ سے اسکا کام تمام کر دیتا ہے ، اور اس طرح شوہروں کے ہاتھ سے بہت سی بیویاں اور بیویوں کے ہاتھ

سے بہت سے شوہر موت کے گھاٹ اتر جاتے ہین، اسی طرح عورتین اپنے اُن بچون کو بھی قتل کر دیا کرتی ہین جو وہ حرام طریقون سے پیدا کرتی ہین۔ غرضیکہ اس قسم کی وارداتین روزانہ ایک نہین، دو نہین بلکہ بہت سی ہوتی ہین، اور دن بدن جہنم کی آبادی بڑہتی رہتی ہے اسکے علاوہ ایک اور ذریعہ میرے کامیابی کا یہ ہے کہ مسیحی اقوام مساوات کی مدعی ہین، یعنی یہ کہ مسیح کی شریعت سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہے، لیکن وہ لوگ جن کا مال و متاع لوٹا جاتا، اور قانون کے نام سے جن کی کمائی چھینی جاتی ہے، وہ کہتے ہین کہ یہ دعوائے مساوات محض کذب و فریب ہے، اور یہ کہ دنیا مین مساوات قائم نہ ہوگی، جبتک ان قزاقون کی چیرہ دستیون کو روکا نہ جائے گا، اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ تمام مظلومین متحد و متفق ہو کر اپنی پوری قوت سے بغاوت کر دین۔ چنانچہ اکثر ایسی بغاوتین ہوتی رہتی ہین، جن مین ظالم و مظلوم باہم ٹکراتے اور خون کی ندیان بہا دیتے ہین، اور اس طرح جہنم کی آبادی مین بہت بڑا اضافہ ہوتا رہتا ہے ۔

(۹)

ابلیس :۔ شاباش! اے نور نظر ابلیس! تو نے بھی شاندار کامیابی حاصل کی ہے، مین تجھے برکت دیتا ہون! جا، اپنا کام اسی مستعدی سے کرتا رہ! پھر اُس نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا "تم مین سے کون شیطان دنیا کو جنگ و جدال کی ترغیب دیتا، اور لوگون کو باہم لڑاتا ہے۔ جن کے استاد نے یہ تعلیم دی تھی کہ "سب انسان ایک باپ کے بیٹے ہین، لہذا سب کو باہم محبت کرنا چاہئے!"

یہ سنکر نیلے رنگ کا ایک پیل تن شیطان سامنے آیا جس کے منہ سے دہوان اور آگ نکل رہی تھی، اُس نے اپنی پیٹھ پر اپنی نہایت موٹی اور بھدی دُم ماری اور ابلیس سے کہنے لگا:۔

جنگ کا شیطان :۔ اس کا بیڑا مین نے اٹھایا ہے مین ہر قوم کے دل مین یہ اعتقاد

راسخ کرتا ہون کہ اقوام عالم مین سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور بزرگ تر قوم وہی ہے خصوصاً انگلستان، فرانس، روس اور جرمنی مین یہ خیال زیادہ جاگزین کیا کرتا ہون، چنانچہ ایک مدت کی سعی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ان مین سے ہر ایک، اپنے کو سب سے زیادہ طاقت ور سمجھنے لگا ہے، خاصکر جرمنی نے تو انتہائی غلو کے ساتھ یہ جملہ اپنا قومی نعرہ قرار دیدیا ہے کہ DEULAES・DiiBTSCHLAN

یعنی "جرمنی سب سے بالاتر ہے!"

اس غرور وتکبر کا یہ اثر ہوا ہے کہ ان مین سے ہر قوم، دنیا کی دیگر اقوام کے گلے مین اپنی غلامی کے طوق ڈالنے مین لگی ہوئی ہے، اور دنیا بھر پر قبضہ کرنے کی فکر مین ہر ایک بڑی بڑی تیاریان کر رہی ہے، سب کو یہی دھن ہے کہ زیادہ سے زیادہ فوج، سامان جنگ، کوہ شکن توپین، جنگی جہاز، اور تار پیڈو کشتیان، اور اس زمانہ کے تمام مہلک سے مہلک حربے اُسی کے ہاتھ مین ہون، تاکہ وہ سب سے زیادہ دنیا مین تباہی وبربادی پھیلا سکے۔

ہر قوم اپنے پڑوسیون سے ہوشیار رہتی اور ان کی تیاری بغور دیکھتی رہتی ہے ساتھ خود بھی ساز وسامان سے مسلح رہتی، ڈراتی، دھمکاتی اور انہین آنکھین دکھاتی رہتی ہے کہ مبادا کمزور سمجھکر وہ اس پر اچانک حملہ کر دین، براعظم یورپ اس وقت عجیب حالت اضطراب مین ہے، سب طرف جنگ کی سیاہی چھائی ہوئی نظر آتی ہے، سب تلوارین تیز کر رہے ہین، اور تمام شیاطین سیاست وحکومت اپنے اپنے ہموطنون کو محشرستان جنگ مین بھیجنے کے لئے تیار کر رہے ہین۔

پس اس مختصر بیان سے جناب والا اندازہ فرما سکتے ہین کہ جس شخص نے ہم شیطانون کو "قاتل وسفاک" کہا تھا، اس کے تمام پیرو کس طرح شب وروز جنگ وجدل مین کودنے کے لئے تیاریان کر رہے ہین؟ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ وہ خود ہی سب کے

سب قاتل خونریز اور سفاک" بن گئے، کیونکہ وہ خون بہانا اور بے گناہون کی جان لینا جائز سمجھتے ہین!

(۱۵)

ابلیس ۔ مرحبا! مرحبا! اے میرے لخت جگر! تیری تقریر گو مختصر ہے مگر تیرے کارنامے نہایت عظیم الشان ہین، مین مبارک باد دیتا، اور اپنی انتہائی مسرت کا اظہار کرتا ہون، جا، تیری خولصورت پشت پر ابلیس کا مبارک ہاتھ ہمیشہ رہے، اور تو ابلیس کی توفیق عنایت سے اپنی کوششون مین سرخرو و کامیاب ہو!

یہ کہکر ابلیس نے سر جھکا لیا اور دیر تک غور کرنے کے بعد شیطانون سے کہنے لگا:۔

ابلیس ۔ ایک بات اب تک میری سمجھ مین نہین آئی، اور وہ یہ کہ ان روشن خیال اور سلیم الطبع لوگون نے جن پر تمہارے وساوس و مکائد کا کچھ بھی اثر نہ ہوا تھا، کیون نہ محسوس کیا کہ کلیسا نے ان کے مذہب کی حقیقی تعلیم مسخ کر دی ہے، اور کیون نہ وہ اسکی مقاومت و مخالفت کے لئے کمربستہ ہوئے، اور کیون نہ انھون نے اُس تعلیم کو اُن تمام آلائشون سے پاک کر دیا جنھون نے اُسے بدل کر کچھ سے کچھ کر دیا ہے!!

ابلیس کی زبان سے جون ہی یہ الفاظ صادر ہوئے، مجمع سے خاکی رنگ کا ایک شیطان برآمد ہوا جو خوب ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے ہوئے تھا، اور اس کی کنپٹیون پر دو کان سر تک لمبے ہوتے چلے گئے تھے، یہ خبیث نہایت متانت سے آیا اور اکڑون بیٹھنے کے بجائے مشرقی رسم کے مطابق دو زانو ہو کے جھک کر بیٹھ گیا، اور نہایت صاف، ستھری اور فصیح زبان مین کہنے لگا:۔

خاکی شیطان ۔ اے رہنمائے اعظم! جو کچھ جناب نے ابھی فرمایا ہے، وہ اُن عالی دماغ علمار سے ہونا ناممکن تھا

ابلیس ۔ یہ کیون؟

**خاکی شیطان۔** اس لئے کہ میں ان کے ذہن کو ضروری امور کی طرف متوجہ ہی نہیں ہونے دیتا بلکہ انہیں ایسی بحثوں میں الجھائے رکھتا ہوں جو از سرتاپا لایعنی ہوتی ہیں، وہ نہ خود ان کے لئے ضروری ہوتی ہیں اور نہ کسی دوسرے کے لئے، بلکہ وہ ایسی ہوتی ہیں کہ اُن میں حق کا پانا محال ہوتا ہے، اس لئے کہ اُن میں حق ہوتا ہی نہیں ہے اور یہی اور بے سروپا بحثوں میں پڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دائمی ضلالت میں گھر جاتا ہے، اور محض وہمی اسباب وعلل و دلائل کی بنا پر وہ خرافات ومہملات کے قصے ہوا میں طیار کرنے لگتا ہے۔

**ابلیس۔** تمہارا طرز عمل اس بارہ میں کیا ہے؟

**خاکی شیطان۔** وہی، جو حضرت اقدس کا اب سے کچھ زیادہ ایک ہزار برس پہلے تھا یعنی یہ کہ میں نے بھی حضور کے نقش قدم پر چلکر علماء و فضلاء میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا ہے کہ جس امر کا معلوم کرنا اُن کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ "اقانیم ثلاثہ" یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں کا باہمی علاقہ وتعلق کیا ہے؟ مسیح کی اصلیت، اُن کا سلسلہ نسب اور ان کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ماہیت کیا ہے؟ غرضکہ اسی قسم کے بہت سے وسوسے میں نے پیدا کر دئے، جو خوش نصیبی سے کارگر ہوئے اور انہوں نے ان مہمل ولغو بحثوں کو مہتم بالشان سمجھکر، اپنا سارا زور ان میں صرف کرنا شروع کر دیا۔ اختلافات کا پیدا ہونا لازمی تھا، چنانچہ وہ باہم مختلف ہوگئے اور ہر ایک نے اپنے دعوی کے ثبوت میں معجزات وخوارق عادات پیش کئے، پہلے تو یہ اختلاف زبانی تھا، پھر وہ دلی ہوگیا جس نے ان میں باہمی بغض وعداوت پیدا کی اور اس ایک شخص کے پیرؤں کو بہت سے گروہوں اور فرقوں میں منقسم کر دیا۔ چنانچہ اسی زمانہ سے مسیحی فرقوں کا ظہور رہا ہے، جو ہمیشہ ایک دوسرے سے عداوت ودشمنی رکھیں گے اور اپنے ماسوا سب کو گمراہ جہنمی سمجھتے رہیں گے، اسی قدر نہیں بلکہ ان میں سے

بعض کے پیشواؤن نے تو یہان تک مبالغہ کیا ہے کہ اپنے فرقہ کے لوگون کو دوسرے فرقہ کے لوگون سے ملنے جلنے، اُن کے گرجون مین بطور سیر و تفریح بھی جانے، ان کی کتابون کے پڑھنے اور ان مین شادی بیاہ کرنے سے بھی نہایت سختی کیساتھ روکدیا ہے۔

مذکورہ بالا مباحث مین پڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے تمام عمدہ خیالات پراگندہ ہوگئے اور وہ خود جدید زندگی سے دور ہوگئے، مسرت و اطمینان کی زندگی، راحت و طمانیت کی زندگی، یعنی وہ اعلیٰ زندگی، جس کی طرف اُن کے استاد نے رہنمائی کی تھی اور جسے اس قدر صاف صاف لفظون مین بتایا تھا کہ اگر وہ اس پر کاربند ہوتے تو فلاح و نجات و شادکامی کے ساحل تک ضرور پہنچ جاتے، اور اس وقت ہماری تمام سعی و تدبیر بے کار ہوجاتی، کبھی جہنم کی شہنشاہت دوبارہ نہ قائم ہوتی، اور نہ اس کی وسیع زمین مین کوئی آبادی قائم ہوسکتی۔

ایک لحظ توقف کرنے کے بعد خاکی شیطان نے پھر سلسلہ سخن شروع کیا "حضور والا! جب مین مسیحی علماء و فضلاء کو ان مباحث مین مشغول کرنے مین کامیاب ہوگیا جن کی الجھنون اور لغویتون کو وہ ابتک دور نہین کرسکے ہین، بلکہ جس قدر زیادہ اس مین کاوش کرتے جاتے ہین، اسی قدر وہ اور زیادہ پیچیدہ ہوتی جاتی ہین، حتیٰ کہ اب وہ اس درجہ پر پہنچ گئے ہین کہ ان کی سمجھ مین خود اپنی تاویلین و توجیہین بھی نہین آتین، تو مین نے اُن سے بعض کو اس شخص کی کتابون کی تفسیر و تشریح پر آمادہ کیا جسے "ارسطو" کہتے ہین اور جو آج سے دو ہزار سال قبل یونان مین پیدا ہوا تھا اور جسے لوگون نے "فلسفی" کا خطاب دیا ہے، کیونکہ اس کی تحریرین بھی میری جانب دنیا کی رہنمائی کرتی ہین۔ نیز کچھ لوگون کو مین نے یہ سمجھایا کہ انہین اس پتھر کا پتہ لگانا چاہیے جس کا نام "پارس" ہے اور جس سے سونا بنتا ہے، اور اس "اکسیر" کی جستجو کرنا چاہیے، جو تمام امراض و علل کی جڑ کاٹتی اور پائدار زندگی بخشتی ہے۔ غرضکہ تمام روشن دماغ علماء کو مین نے

اسی قسم کی لاطائل باتون مین لگا دیا، جن مین وہ اب تک مشغول ہین اور اپنی بہترین دماغی قابلیتون کو ان کے پیچھے ضائع کر رہے ہین۔

بیشک بعض اہل علم مجھے ایسے بھی ملے، جنہون نے ان خرافات کو قطعاً ناپسند کیا۔ لہذا مین نے ان کے لئے فوراً دوسری راہ نکال دی، جس پر وہ خوشی خوشی چل پڑے، چنانچہ میری رہنمائی مین وہ عرصہ تک اس تحقیق مین مصروف رہے کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے، یا آفتاب زمین کے گرد، اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ زمین گردش کرتی ہے، تو انہون نے ایک مدت یہ معلوم کرنے مین ضائع کی کہ آفتاب اور زمین کے مابین کتنے لاکھ میل کی مسافت ہے، اور جب اسکی بھی تحقیق ہو گئی تو وہ ان اکتشافات علمیہ پر فرط مسرت سے خوب اچھلے کودے اور اب انہین دریافت کرنے کی فکر ہوئی ہے کہ ستارون کے مابین کتنی مسافت ہے؟ حالانکہ انہین یقینی طور پر معلوم ہے کہ اس مسافت کی کوئی انتہا نہین ہے اور اگر ہو بھی تو اس کا علم نہین ہو سکتا، کیونکہ جب تک خود ان ستارون کی تعداد نہ معلوم ہو اس وقت تک ان کے درمیان کی مسافت کا علم ہونا ناممکن ہے، اور ظاہر ہے کہ ستارون کی تعداد کا علم ہونا محال ہے، اور اگر بفرض محال ان کی تعداد اور مسافت کی تحقیق ہو جائے، تب بھی انسان کو اپنی دینی اور دنیاوی زندگی مین اس کی کیا ضرورت ہے؟

اسی طرح مین نے اُن مین یہ شوق بھی پیدا کر دیا ہے کہ حیوانات، نباتات اور ہر قسم کے لاتعداد حشرات الارض کے سلسلۂ توالد و تناسل اور ان کے باہمی علاقہ لگائین حالانکہ یہ بھی قطعاً غیر ضروری علم اور اسی طرح ناممکن الحصول ہے جس طرح ستارون کا، کیونکہ حیوانات و نباتات و حشرات بھی ستارون کی طرح بے حساب ہین اور کسی طرح بھی اُن کا احصار نہین ہو سکتا۔

لیکن باوجود اس کے بھی وہ اپنی بہترین دماغی قوتون کو اسی قسم کی تحقیقات مین

ضائع کر رہے ہیں جن کے علم و جہل سے انہیں کسی قسم کا نفع و نقصان نہیں پہنچ سکتا اور لطف یہ ہے کہ پھر خود ہی اپنی اس طفلانہ حرکت پر یہ دیکھ کے تعجب بھی کرتے ہیں، کیونکہ جس بات کو وہ محقق اور طے شدہ سمجھتے تھے، وہ اب اور زیادہ غیر محقق اور پیچیدہ نظر آتی ہے؛ چنانچہ وہ پھر اس کے پیچھے لگ جاتے، اور پہلے سے زائد جد و جہد سے اسکی تحقیق شروع کرتے ہیں۔

حضور والا! یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ یہ از خود رفتہ لوگ جسقدر اپنی بحث و نظر کا دائرہ وسیع کرتے جاتے ہیں، اسی قدر ان کے سامنے موضوع بحث بھی وسیع اور مبہم ہوتا جاتا ہے، اور واقعہ ہے کہ انکی ان طویل و عریض بحثوں سے انہیں کبھی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا ہے، اور نہ ان کی معیشت میں ادنی اصلاح ہوئی ہے، لیکن با این ہمہ ان کی ہمتیں بڑی بلند ہیں اور وہ پورے انہماک سے ان بے فائدہ بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں جنہیں اگر وہ اپنے ہی تک محدود رکھتے تو مضائقہ نہ تھا، مگر وہ انہیں منضبط تحریر میں لاتے، کتابوں کی صورت میں شائع کرتے، ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے اور مدرسوں میں طالب علموں کو پڑھاتے بھی ہیں۔ یہ محض بے سود بحثیں اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کچھ سود مند ہوتی ہیں، تو ان کا فائدہ محض معدودے چند دولتمندوں تک محدود رہتا ہے، عام بنی نوع انسان کو ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، بلکہ ان کے لئے عموماً اور غریبوں کے لئے خصوصاً سخت مضرت رساں ثابت ہوئی ہیں، کیونکہ ان کی بدولت ان بیچاروں کی حالت اور بھی زیادہ ابتر ہو جاتی اور ان کا نظام معیشت بالکل درہم برہم ہو جاتا ہے!

اگر ان اہل علم حضرات میں ذرا بھی عقل ہوتی تو وہ محسوس کر لیتے، کہ جس شئی کا علم سب سے زیادہ ضروری و اہم ہے، وہ عمدہ زندگی بسر کرنے کا دستور العمل ہے جسے مسیح نے اپنی تعلیمات میں نہایت صاف و واضح طور پر بیان کر دیا ہے لیکن اس موضوع پر انہوں نے کبھی غور ہی نہیں کیا ہے، بلکہ اس سے ہمیشہ اعراض و انکار کرتے رہتے ہیں یہ۔۔۔

اپنی مقصد برآری کے لئے ایک اور فاسد عقیدہ بھی ان کے اندر راسخ کر دیا ہے جو کبھی اُنسے دور نہین ہو سکتا، اور وہ یہ کہ روحانی زندگی کے اصول ونظام تک اُن کی رسائی کسی طرح بھی نہین ہو سکتی، اور اگر ہو بھی جائے تو وہ اُسے سمجھ نہین سکتے مزید برآن یہ ضلالت بھی ہم نے ان مین عام کر دی ہے کہ مسیح اور تمام دیگر مذہبی پیشواؤن کی تعلیمات سراسر باطل بے معنی اور محض من گڑھت ہین، اور یہ کہ زندگی کے صحیح اصول معلوم کرنے کا واحد ذریعہ وہ علم ہے، جیسے مین نے بتایا ہے، اور جس پر وہ از حد فریفتہ ہو رہے ہین یعنی "علم اجتماع انسانی" جس کا موضوع اُن فاسد حالات واطوار وعادات پر بحث کرنا ہے جن پر گذشتہ اقوام کی زندگی بسر ہوتی تھی، یہ فریب خوردہ بجائے اسکے کہ اپنی زندگی ان اصول کے ماتحت کر کے مسرت وراحت حاصل کرتے جو مسیح نے بتائے تھے، وہ اپنا وقت اقوام ماضیہ کی تاریخ اور ان کی اجتماعی زندگی کے اصول معلوم کرنے مین گنواتے اور پھر دعویٰ کرتے ہین کہ وہ اصول مسیح کے اصول سے افضل واعلیٰ ہین، کیونکہ اُن کے زعم مین وہ اس علم اجتماع سے اپنی زندگی کے لئے صحیح اصول دریافت کر سکتے ہین جسکے بعد ان کے لئے بس اتنا کام باقی رہ جائیگا کہ اُن اصول کو اپنے زمانہ وحالات کے مطابق کر لین، اور اس طرح وہ گوہر مقصود حاصل کر لین جس کی جستجو ہر شخص کو ہے یعنی مسرت انگیز اور طمانیت بخش زندگی جو اُن کے خیال مین صرف اسی علم کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔

اور نہایت تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جس طرح ارباب کلیسا اپنی تعلیمات وارشادات مین معصومیت کے مدعی ہین، اسی طرح میرے یہ اہل علم پیرو بھی اپنی تحقیقات کو غلطی وخطا سے مبرا تصور کرتے اور اپنی کج بحثیون کو بطور حقائق ثابتہ کے دنیا مین شائع کرتے ہین حالانکہ وہ از سرتا پا جہل، لغو اور بے معنی ہوتی ہین، اور اُن سے کسی کو بھی فائدہ نہین پہنچتا، اور بسا اوقات تو وہ حقائق ثابتہ کی راہ مین حائل ہو جاتین، اور داعون کو ان کی جانب متوجہ ہونے کی مہلت نہین دیتین۔ اور اب تو یہ حالت ہے کہ یہ مدعیان علم وحکمت جب اپنا

کوئی اجتہاد شائع کر دیتے ہین تو ارباب کلیسا کی مانند اُسے مقدس سمجھکر کبھی بھی اُس کی غلطی نہین تسلیم کرتے اور ہمیشہ اوس کی تائید و توثیق کے لئے کمربستہ رہتے ہین۔ اگرچہ وہ کتنی بڑی حماقت و جنون ہی کیون نہ ہو!۔

حضور والا، تصور فرما سکتے ہین کہ جب تک وہ میرے ان مخترعہ علوم کی ضلالت مین پھنسے ہوئے ہین، اُس وقت تک ہمین بالکل مطلئن رہنا چاہیئے، کیونکہ ان کی موجودگی مین وہ کسی طرح بھی اس شخص کی تعلیمات کی طرف متوجہ نہ ہوسکین گے جس نے ہماری سلطنت مکمل طور سے برباد کر دی تھی۔

(۱۱)

ابلیس۔ خوب! خوب! عزیزان من! مین تم سب کا اس جہاد عظیم پر شکریہ ادا کرتا ہون بیشک تم ابلیس کے حقیقی سپوت، اور سچے خدمت گزار ہو! واقعی تم نے عظیم الشان کارنامے نمایان دکھائے ہین، جن پر تمہین انعام ملنا چاہیئے، اچھا مین تمہین اپنے انعام و اکرام سے نہال کر دونگا۔ اور تمہاری یہ محنت ہرگز ضائع نہ جائیگی!

ابلیس نے جون ہی یہ الفاظ انتہائی بشاشت کے ساتھ کہے، مختلف قسم کے بالون، رنگون، ٹیڑھی، سیدھی اور موٹی، پتلی ٹانگون اور مختلف قد و قامت والے تمام شیاطین یک دفعہ چلا اُٹھے:۔

سب شیطان۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ہمین بھول گئے، حضور، ہمارے کارنامے بھی کچھ کم نہین ہین، انہین بھی سننے کی زحمت گوارا فرمائیے۔

ابلیس:۔ تم کون ہو؟ اور تم نے کیا کام انجام دیئے ہین؟۔

ایک شیطان:۔ مین صنعت و حرفت کا شیطان ہون۔

دوسرا:۔ مین کارخانون کا شیطان ہون۔

تیسرا:۔ مین ریل، تار اور جہاز کا شیطان ہون۔

**چوتھا** ۔ مین پریس کا شیطان ہون ۔
**پانچوان** ۔ مین فنون جمیلہ کا شیطان ہون ۔
**چھٹا** ۔ مین طب و ڈاکٹری کا شیطان ہون
**ساتوان** ۔ مین ترقی کا شیطان ہون
**آٹھوان** ۔ مین تربیت و تہذیب کا شیطان ہون
**نوان** ۔ مین اصلاح دنیا کا شیطان ہون۔
**دسوان** ۔ مین منشیات کا شیطان ہون
**گیارہوان** ۔ مین انجمنون کا شیطان ہون
**بارہوان** ۔ مین اشتراکیت کا شیطان ہون
**تیرہوان** ۔ مین حقوقِ نسوان کا شیطان ہون

غرضکہ بیک وقت ہر سمت سے اسی قسم کی آوازین بلند ہوئین، اور تمام شیطان سر کے بھل ابلیس کی طرف بڑھے جس پر اس نے برہم ہو کر کہا:۔

**ابلیس** ۔ یہ کیا دیوانگی ہے کہ مابدولت کے روبرو تم سب ایک ساتھ چلاتے ہو، بس خاموش جس سے مین سوال کرون، وہی اختصار کے ساتھ جواب دے:۔

پھر اس نے صنعت و حرفت کے شیطان کو مخاطب کر کے کہا:۔ تمہاری کارروائی کیا ہے۔

**صنعت و حرفت کا شیطان** ۔ مین نے لوگون مین یہ وسوسہ پیدا کر دیا ہے کہ جس قدر زیادہ وہ ایجاد و اختراع کر کے نئی نئی چیزین بنائین گے، اُسی قدر ان کی زندگی بہتر ہوتی جائے گی، اور آرام و راحت مین زیادتی ہوگی ۔ چنانچہ اس وسوسہ کے بموجب وہ اختراع و ایجاد کے پیچھے لگے ہوئے ہین اور اپنا خون پانی ایک کر رہے ہین حالانکہ اس سے انہین کوئی معتدبہ فائدہ حاصل نہین ہوتا۔

**ابلیس** ۔ تمہارا رویہ نہایت عمدہ ہے ۔ پھر اس نے کارخانون کے شیطان سے اُس کی

کارروائی دریافت کی جس کا اس نے یہ جواب دیا۔

**کارخانوں کا شیطان** ۔ مین نے دنیا کو اس گمراہی مین مبتلا کر دیا ہے کہ صنعت و حرفت کی ترقی اسی وقت ممکن ہے جب کارخانے قائم کئے جائین، اور ہزارون کی تعداد مین مزدور کام کرین ۔ چنانچہ لوگون نے اسی پر عمل درآمد کیا ہے ، بے شمار بڑے بڑے کارخانے قائم ہوگئے ہین ، جن مین لاکھون غریبون کو محض معمولی اجرت پر کام مین لگا دیا گیا ہے ، اس تدبیر کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مزدورون مین کارخانہ دارون کی طرف سے شدید بغض و عداوت پیدا ہوگئی ہے ، اور وہ ہر لحظہ بغاوت اور ان کا صفایا کردینے پر آمادہ ہین ۔

**ابلیس** ۔ شاباش (ریل و جہاز کے شیطان سے) اور تم کہو کیا کرتے ہو ؟

**ریل و جہاز کا شیطان** ۔ مین نے لوگون مین یہ خیال راسخ کر دیا ہے کہ وہ آرام و راحت اور دولت نہین حاصل کر سکتے ، جبتک وہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک بسرعت تمام سفر نہ کرین ۔ اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ لوگ بجائے اس کے کہ اپنے اپنے مقامات مین اپنی حالت درست کرتے ، وہ ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک دوڑے دوڑے پھرتے اور اپنے یہان کی برائیان دوسری جگہون مین بھی جا کر پھیلا دیتے ہین اور پھر اس پر بہت نازان ہین کہ ہم فی گھنٹہ پچاس میل کی مسافت طے کر ڈالتے ہین ۔

اس کے بعد ابلیس ، پریس کے شیطان کی طرف متوجہ ہوا جس نے کہا ۔

**پریس کا شیطان** ۔ مین نے لوگون کو ان تمام حماقتون ، سخافتون اور مضر باتون کے چھاپ کر شائع کرنے پر آمادہ کر دیا ہے ، جو دنیا مین ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی ہین ۔

**فنون جمیلہ کا شیطان** ۔ مین نے لوگون کو تصویر کشی ، سنگ تراشی اور موسیقی وغیرہ کی طرف مائل کر دیا ہے جس سے انہین اکثر نقصان ہی پہنچتا ہے ، اس سے ان کے جذبات و احساسات برانگیختہ ہوتے اور وہ فسق و فجور مین پڑ جاتے ہین ۔

**طب و ڈاکٹری کا شیطان** ۔ مین نے لوگون کو یہ سمجھا رکھا ہے کہ دنیا مین سب سے زیادہ اہم چیز صحت جسمانی ہے، چنانچہ اس باب مین انہون نے علم طب پر سارا بھروسہ کیا ہے، اور اپنی جسمانیت کی طرف اس قدر انہین اہتمام ہوگیا ہے کہ صحیح زندگی کی ضرورتون اور روح کی حاجتون کو وہ قطعاً بھول گئے ہین۔

**ترقی کا شیطان** ۔ مین نے لوگون کو یہ کہکر گمراہ کر دیا ہے کہ وہ اُس وقت تک ترقی کر ہی نہین سکتے جب تک وہ کارخانون، ریلون، جہازون، صنعت وحرفت، مطابع، فنون جمیلہ اور ایسے کام نہ لین گے۔

**تربیت وتہذیب کا شیطان** ۔ مین نے انسان کی موجودہ وآیندہ نسلون کو لوگون مین یہ وسوسہ پیدا کر کے برباد کر دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت انہین اصول وقواعد پر کرین جنہین وہ نہایت اعلی سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود بہترین زندگی سے قطعاً ناآشنا ہوتے اور ان کے یہ اصول سراسر فاسد زندگی کے لیئے بربادکن ہوتے ہین۔

**اصلاح کا شیطان** ۔ مین نے لوگون کو اس خبط مین مبتلا کر دیا ہے کہ وہ دنیا کے مصلح ہین اس لیئے انہین بہرے لوگون کی اصلاح ضرور کرنی چاہیئے، حالانکہ وہ خود ازحد فاسدالاخلاق اور گمراہ ہوتے ہین، یہ احمق نہین سمجھتے کہ دوسرون کی اصلاح کیے پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔

**منشیات کا شیطان** ۔ مین نے دنیا مین یہ ضلالت پھیلا دی ہے کہ جو مصائب والآم فاسد زندگی کی وجہ سے لوگون کو لاحق ہو جاتے ہین، انہین منشیات کے ذریعہ سے ہلکا کرنا چاہیئے، چنانچہ مختلف قسم کی شرابین، افیون، تمباکو، چرس، اور کوکین وغیرہ لوگون مین عام ہوگئی ہین جو بجائے خود سب سے بڑی مصیبت ہین لیکن دنیا اسے نہین سمجھتی حالانکہ اگر فاسد زندگی کے بجائے وہ عمدہ زندگی اختیار کرے اور صلاح وتقوی کی راہ پر چلے تو تمام تکالیف کا خود بخود خاتمہ ہو جائے اور کسی کو منشیات کے استعمال کی حاجت نہ ہوا کرے۔

**انجمنوں کا شیطان** ۔ میں نے یہ گمراہی پھیلادی ہے کہ اگر لوگ لوٹ مار اور عزیزوں پر رہزنی کرکے کروڑوں روپیہ جمع کرلیں اور اس میں سے چند پیسے کسی انجمن کو دیدیں، تو وہ بڑے سخی اور اچھے لوگ ہیں، جسکے بعد انہیں اپنی زندگی کے سدھار نے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس طریقہ سے میں نے نفسی کمال و فضل کی راہ مسدود کردی ہے۔

**اشتراکیت کا شیطان** ۔ میں نے عام انسانی فلاح و بہبود کے نام سے لوگوں میں باہم پھوٹ ڈالدی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔

**حقوق لنسواں کا شیطان** ۔ میں نے یہ وسوسہ پیدا کرکے کہ عورتوں اور مردوں کے مابین مساوات ہونا چاہئیے، دلوں میں بغض و عداوت پیدا کردی، اور اس طرح انسانوں میں ایک ہلچل اور خانہ جنگی کی حالت پیدا ہوگئی ہے، اس کے بعد پھر سب شیطان یکایک چلائے، ایک نے کہا۔

**ایک** ۔ میں عیش و عشرت کا شیطان ہوں

**دوسرا** ۔ میں فیشن اور عمدہ لباس کا شیطان ہوں۔

پھر وہاں اس قدر غوغا بلند ہوا کہ کسی کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی سب شیطان چلا رہے تھے، اور سرین کے بھل، ابلیس کی طرف لپک رہے تھے۔

اس وقت ابلیس نے نہایت ہی پر رعب آواز میں ڈانٹ کر ان سے کہا۔

**ابلیس** ۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں ایک سٹھیایا ہوا بڈھا ہوں، جو کچھ نہیں سمجھتا، اگر یہی خیال ہے، تو حیف ہے تمہاری نادانی پر! یقین کرو کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ جھوٹی تعلیمات اب دنیا میں کسقدر پھیل گئی ہیں، اور جو چیز بھی پیشتر ہمارے خلاف تھی، اب بالکل موافق ہوگئی ہے؟

یہ کہکر اس نے زور سے ایک قہقہہ لگایا جس سے جہنم کے در و دیوار ہل گئے پھر اس نے اپنی تمام ذریات کو حقارت آمیز نظروں سے دیکھکر کہا۔

ابلیس ۔ بس مین نے تمہارے کارنامے سن لئے ۔ مین تم سب کا شکرگزار ہون اور تمہاری ہمت ، اہلیت اور بے نظیر جدوجہد پر رطب اللسان ۔ اچھا آؤ اب ہم سب خوشیان مناٸین اور گذشتہ آلام کے اثر کو اپنے دلون سے محو کر ڈالین ۔

یہ کہکے وہ اپنے پرون کو ہلا کر کھڑا ہوگیا ، تمام شیاطین اس کے گرد حلقہ باندھکر ایستادہ ہوگئے ، جن کے میمنہ کی سرداری پر اپنے غلو مرتبہ کی وجہ سے کلیسا کا شیطان تھا اور میسرہ پر علم و فلسفہ کا شیطان ، پھر ہر ایک نے دوسرے کی ٹانگ مین ٹانگ ڈالدی اور سب ابلیس کے گرد گھومنے ، چیخنے ، سیٹیان بجانے اور اپنی اپنی دمین ہلا کر ناچنے لگے ۔

ابلیس بیچ مین تھا ، اُس کے بڑے بڑے پر پھیلے رہتے تھے ، اور وہ اس شان سے تلابازیان کھا کھاکر ناچ رہا تھا کہ اس کے پیر کے پیچھے بار بار اُس کے شانون اور بدکوک سر سے مس ہو جاتے تھے ! ادہر یہ ناچ ہو رہا تھا ادہر نیچے ہمی لوگ ، شور و غل ، آہ و بکا ، نالہ و فریاد اور واویلا کرنے مین مصروف تھے !



# فہرست فقیری ادویات

**اکسیر گٹھیا**۔ یہ دوا ایک قسم کا تیل ہے اس کے مالش کرنے سے ہر قسم کا درد گٹھیا پرانا ہو خواہ دوسرے تیسرے دن سے اندمال ہونا شروع ہو جاتا ہے قیمت ایک شیشی ایک روپیہ اور تین ۳ شیشی عہ اور چھ شیشی یا زیادہ کے خریدار کو فی صدی پچیس کمیشن دیجاویگی۔

**سفوف مقوی معدہ** یہ سفوف ہر قسم کے ضعف معدہ و درد شکم کمی اشتہا ضعف و قے دست۔ اپھارہ وغیرہ کو دور کرتا ہے قیمت فی شیشی ۸؍ اور تین شیشی کے خریدار کو صرف ۱؍۳ اور چھ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو فیصدی ۲۵ کمیشن ملیگی

**معین حمل** جن کو بے اولادی کی شکایت ہے یا جو عورتیں بے اولادی جنکو دوسرے معنی بانجھ ہیں ان کے لیئے یہ مسیحا کا مال ہے صرف ایک ہی خوراک میں خداوند کریم اونکو کامیاب کرتا ہے۔ اسکی قیمت برائے رفاہ عام صرف پانچ روپیہ رکھا گیا ہے۔ اگر ۳ ماہ میں فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس **نوٹ** جسوقت حمل دو مہینے کا ہو فوراً اطلاع کرنا ہوگا تاکہ اوس کے حفاظت کیلئے معجون اور تعویز الگ دیجاویگی اسیطرح یہ دوا ان عورتوں کو بھی مفید ہے جنکے اولاد کم سنی میں ضایع ہو جاتے ہیں مگر یہ دوا پچاس برس سے زیادہ عمر کی عورتوں کیلئے بے سود مگر معجون کی قیمت الگ لیجاویگی۔

**اکسیر خون**۔ یہ سفوف خون کے بند کرنے میں تیر بہدف ہے خواہ منہ سے نکلے یا ناک سے یا پشاب کی راہ۔ یا کم عمر لڑکیونکے پشیاب سے یا حیض سے ہو سبکو بالکل دور کرتا ہے قیمت ۸؍ جو تین ماہ کے لیے کافی ہوگی۔ **مرہم دادنی** ڈبیہ ۴؍ **سرمہ بینائی** فی شیشی ۸؍

پتہ [illegible] فضل احمد [illegible] روڈ متصل ٹکٹ گھر ریلوے

[illegible] کلکتہ مظہری پریس [illegible]